﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ*﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا*﴾ (بنى إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۳ جمعتہ المبارک ۵ جنوری ۱۹۹۶ء شمارہ ۱

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

متقی سچی خوشحالی ایک جھونپڑی میں پا سکتا ہے جو دنیادار اور حرص و آز کے پرستار کو رفیع الشان قصر میں بھی نہیں مل سکتی

"درحقیقت متقیوں کے واسطے بڑے بڑے وعدے ہیں اور اس سے بڑھ کر کیا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ولی ہوتا ہے۔ جھوٹے ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ ہم مقرب بارگاہ الٰہی ہیں اور پھر متقی نہیں ہیں بلکہ فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ایک ظلم اور غضب کرتے ہیں جبکہ وہ ولایت اور قرب الٰہی کے درجہ کو اپنے ساتھ منسوب کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ متقی ہونے کی شرط لگا دی ہے۔

پھر ایک اور شرط لگاتا ہے یا یہ کہو، متقیوں کا ایک نشان بتاتا ہے "ان اللہ مع الذین اتقوا" خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے یعنی ان کی نصرت کرتا ہے جو متقی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معیت کا ثبوت اس کی نصرت ہی سے ملتا ہے۔ پہلا دروازہ ولایت کا ویسے بند ہوا۔ اب دوسرا دروازہ معیت اور نصرت الٰہی کا اس پر بند ہوا۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی نصرت کبھی بھی ناپاکوں اور فاسقوں کو نہیں مل سکتی۔ اس کا انحصار تقویٰ ہی پر ہے۔ خدا کی اعانت متقی ہی کے لئے ہے۔

پھر ایک اور راہ ہے کہ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اور حاجات مختلف رکھتا ہے۔ ان کا حل اور روا ہونے کے لئے بھی تقویٰ ہی کو اصول قرار دیا ہے۔ معاش کی تنگی اور دوسری تنگیوں سے راہ نجات تقویٰ ہی ہے۔ فرمایا۔ من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب (الطلاق: ۳،۴) خدا متقی کے لئے ہر شکل میں ایک مخرج پیدا کر دیتا ہے اور اس کو غیب سے اس سے مخلصی پانے کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے۔ اس کو ایسے طور سے رزق دیتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہ لگے۔

اب غور کر کے دیکھ لو کہ انسان اس دنیا میں چاہتا کیا ہے۔ انسان کی بڑی سے بڑی خواہش دنیا میں یہی ہے کہ اس کو سکھ اور آرام ملے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ مقرر کی ہے جو تقویٰ کی راہ کہلاتی ہے اور دوسرے لفظوں میں اس کو قرآن کریم کی راہ کہتے ہیں اور یا اس کا نام صراط مستقیم رکھتے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت اقدس محمد ﷺ رسول اللہ کے وجود میں صفات باری تعالیٰ کا جو نور چمکا ہے وہ نور ہے جو دنیا پر غالب آئے گا

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۲ دسمبر ۱۹۹۵ء)

لندن (۲۲ دسمبر) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے تبلیغ کی طرف خصوصیت سے احباب جماعت کو توجہ دلائی۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورت الصف کی آیات آٹھ تا دس کی تلاوت فرمائی اور ان کے مضمون کو بیان کرنے سے پہلے نائجیریا، ویسٹ کوسٹ امریکہ، ہالینڈ اور سویٹزرلینڈ کی جماعتوں کے سالانہ جلسے اور تربیتی اجتماعات اور انڈونیشیا اور ناروے کی مجالس انصار اللہ کے اجتماعات کے حوالہ سے ان جماعتوں کی طرف سے تمام احباب کو السلام علیکم پہنچاتے ہوئے اجتماعات کی کامیابی کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ نے امیر صاحب جرمنی کی طرف سے اس درخواست کا ذکر کرتے ہوئے کہ خطبہ جمعہ میں پھر احباب کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی جائے۔ جماعت جرمنی کی تبلیغ کے میدان میں کارکردگی اور مساعی پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ حسن اتفاق کہیں یا تصرف الٰہی کہ آج کے خطبہ کے لئے جن آیات کا انتخاب پہلے سے کیا گیا تھا ان میں بھی تبلیغ ہی کا مضمون ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر جو نور اترا وہ اپنی ذات میں مکمل ہو چکا تھا پھر اس کے بعد ان آیات میں اتمام نور سے کیا مراد ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے اتمام کا یہ مطلب ہے کہ دنیا کے ہر دوسرے دین پر یہ غالب آ جائے اور کوئی جگہ بھی نہ

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

سال نو (۱۹۹۶) کا پہلا شمارہ قارئین الفضل کے ہاتھوں میں ہے۔ دعا ہے کہ نیا سال ہم سب کے لئے ہر لحاظ سے یمن و سعادت اور برکات کا سال ہو۔ اس کا ہر دن ہم سب کے لئے اللہ تعالیٰ کے لامتناہی فضلوں اور اس کی بے پایاں نعمتوں کی نوید لانے والا ثابت ہو۔ عاجزانہ راہوں پر چلتے ہوئے ہمیں ایسی بے لوث اور بے ریا خدمات کی توفیق عطا ہو جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول ہوں۔ اس کے پیار کی نگاہیں ہر آن ہم سب پر سایہ فگن رہیں اور ہمارے لئے دینی اور دنیاوی ترقیات کی راہیں ہمیشہ وسیع سے وسیع تر اور کشادہ ہوتی چلی جائیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ سال نو میں ہم سال گزشتہ کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے محفوظ و مامون رہیں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اسی کی تائید و نصرت سے نیکی کے سب میدانوں میں آگے سے آگے بڑھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ثبات قدم اور بلند ہمتی کے ساتھ شاہراہ غلبہ اسلام کی منازل کو جلد جلد طے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے اس شعر کی عملی تصویر بن جائیں کہ ؎

جانم فدا شود برہ دین مصطفیٰ ☆ ایں است کام دل اگر آید میسرم

ہفتہ ۱۶ دسمبر ۱۹۹۵ء:

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بچوں کی کلاس ہوئی۔ سب سے پہلے کچھ بچے اور بچیوں نے انفرادی طور پر نظمیں سنائیں۔ پھر ایک بچی نے خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے بارہ میں تقریر کی۔ ایک بچی نے بائبل کا ایک حوالہ سنایا۔ ازاں بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دو بچیوں کے مابین کشتی کا مقابلہ کروایا۔ دوران کلاس وقتاً فوقتاً حضور انور بچوں کو قیمتی نصائح سے نوازتے رہے۔

اتوار ۱۷ دسمبر ۱۹۹۵ء:

آج کے پروگرام "ملاقات" میں انگلستان کے مختلف سکولوں کے اساتذہ حضور انور کی خدمت میں حاضر تھے۔ مجلس سوال و جواب انگریزی زبان میں ہوئی اور حضور نے درج ذیل سوالات کے جوابات دئے۔

☆ دنیا Capitalism کی طرف تیزی سے جا رہی ہے اس کے علاوہ Socialism بھی ہے۔ کیا کوئی اور نظام ان کا بہتر متبادل ہو سکتا ہے۔

☆ ہم اپنے طلبہ کو بتاتے ہیں کہ اسلام میں نہ سود لینے اور دینے کی اجازت ہے اور نہ ہی جوا کی۔ طلبہ کی سوچ میں ہے کہ ایسا کرنا بانی اسلام کے زمانہ میں تو شاید ممکن تھا لیکن آج کل کے دور میں ایسا کرنا بہت مشکل ہے۔ سوال یہ ہے کہ مسلمان موجودہ دور میں ان اسلامی اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے کیسے زندگی گزار سکتے ہیں؟

☆ اسلامی سوسائٹی میں عورت کا کیا مقام ہے اور کس وجہ سے یہ عمومی تاثر ہے کہ اسلام عورت کو اس کے حقوق پورے طور پر عطا نہیں کرتا؟

☆ انسان کے بنائے ہوئے قوانین دنیا میں جرائم کے سدباب میں ناکام رہے ہیں۔ کیا کبھی کوئی ایسا وقت آئے گا جب ایسے قوانین وضع کئے جا سکیں جن سے وہ لوگ مطمئن ہوں جن کے خلاف جرائم کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔

☆ برطانیہ میں ۳۶ فیصد شادیاں ناکام ہوتی ہیں (امریکہ میں یہ تعداد ۵۰ فیصد سے بھی زائد ہے) کیا یہ ممکن ہے کہ کسی طریق سے معاشرہ کو یہ مدد دی جا سکے کہ شادیاں اتنی جلدی اور اس کثرت سے ناکام نہ ہوں؟

☆ مسلمانوں اور عیسائیوں میں مختلف تنازعات اور اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اس پس منظر میں کیا اس بات کی توقع کی جا سکتی ہے کہ مسلمان اور عیسائی باہم امن و سکون سے اختلافات کے بغیر رہ سکتے ہیں؟

☆ مختلف مذاہب اور بالخصوص اسلام اور عیسائیت میں کیا کیا مشابہتیں اور مماثلتیں پائی جاتی ہیں؟

سوموار و منگل، ۱۸ و ۱۹ دسمبر ۱۹۹۵ء:

معمول کے مطابق ان دو دنوں میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہومیو پیتھی کی کلاس نمبر ۱۳۲ اور ۱۳۳ لیں۔

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

دعوت الی اللہ

تبلیغ یا دعوت الی اللہ پر جتنا زور جماعت احمدیہ مسلمہ میں دیا جاتا ہے اتنا زور شاید کسی اور چیز پر نہیں دیا جاتا۔ اور فی الواقعہ ایسا ہی ہونا بھی چاہئے کیونکہ خاتم کتب سماویہ قرآن مجید میں بھی سب سے زیادہ زور اسی پر ہے اور خاتم الانبیاء حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا خلاصہ بھی دعوت الی اللہ ہے۔ اور جماعت احمدیہ مسلمہ کے تو قیام کی غرض و غایت ہی یہی دعوت الی اللہ ہے۔ یعنی تمام بنی نوع انسان کو اس اللہ کی طرف بلانا جو احد ہے، جو الصمد ہے، جو لم یلد ولم یولد ہے، جس کا کوئی ثانی، کوئی ہم پلہ، کوئی شریک نہیں۔ تمام انسانوں کو ہر قسم کے ظاہری و باطنی معبودان باطلہ کے چنگل سے نجات دلا کر اللہ عزوجل کی سچی توحید کا قیام اور پھر اس توحید کے فیض سے انہیں آپس میں بھی محبت اور وحدت کی لڑی میں پرونا، یہی وہ عظیم مقاصد ہیں جنہیں پورا کرنے کے لئے بانی سلسلہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی اور آپ کے مقدس ہاتھوں سے اس مبارک سلسلہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ پس اگر جماعت احمدیہ مسلمہ میں دعوت الی اللہ پر غیر معمولی زور دیا جاتا ہے اور بار بار اس کی تحریک کی جاتی ہے تو یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں کہ زندہ جماعتیں اپنے قیام کی اعلیٰ غرض و غایت کو ہمیشہ پیش نظر رکھا کرتی ہیں اور اسے کبھی نظر سے اوجھل نہیں ہونے دیتیں۔ وہ اپنے سوئے ہوؤں کو بیدار کر کے، اپنے کمزوروں کو سہارا دے کر، ہاتھوں میں ہاتھ تھام کر اور کندھے سے کندھا ملا کر قدم بقدم اپنی منزل مقصود کی طرف مسلسل آگے بڑھا کرتی ہیں۔

خدا تعالیٰ کی حقیقی توحید سے کیا مراد ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو۔ خواہ انسان ہو۔ خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر فریب ہو منزہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا۔ کوئی رازق نہ ماننا۔ کوئی معز اور مذل خیال نہ کرنا۔ کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا۔ اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا۔ اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا۔ اپنا تذلل اسی سے خاص کرنا۔ اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اسی سے خاص کرنا۔ پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی۔ اول ذات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا اور تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا۔ دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا۔ اور جو بظاہر رب الانواع یا فیض رسان نظر آتے ہیں یہ اسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا۔ تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنی محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گرداننا اور اسی میں کھوئے جانا"۔

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن، جلد ۱۲ صہ ۲۳، ۲۴)

حضور علیہ السلام کے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ حقیقی توحید کا قیام کوئی آسان اور معمولی کام نہیں کیونکہ اس کے لئے مسلسل اور انتھک محنت کی ضرورت ہے۔ اسی لئے بار بار جماعت کو دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ دعوت الی اللہ ہماری آخری منزل ہی نہیں بلکہ ہماری پہچان اور ہمارا امتیازی نشان ہے اور تبلیغ اور دعوت الی اللہ میں ہماری زندگی ہے اور ہماری بقا کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس طریق پر دعوت الی اللہ کرتے چلے جائیں جس طریق کی طرف قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے اور کبھی اس سے نہ تھکیں اور نہ ماندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی توحید پر قائم فرمائے اور مقبول اور نتیجہ خیز مثمر بثمرات حسنہ دعوت الی اللہ کی توفیق بخشے۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ

چھوڑے جس پر یہ نور نہ چمکے۔ چنانچہ اگلی آیت میں ہی اس کی وضاحت فرما دی گئی ہے کہ یہ غلبہ کس صورت میں مقدر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس غلبہ سے مراد حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ اور آپ کے نور کا غلبہ ہے جو باقی ادیان پر ہونا ہے۔ کن لوگوں کے ہاتھوں سے کیسے یہ غلبہ مقدر تھا اس بارہ میں حضور ایدہ اللہ نے بعض بزرگان سلف کے حوالے پڑھ کر سنائے جن میں ذکر ہے کہ اتمام دین مہدی کے ہاتھ پر ہوگا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کے وجود میں صفات باری تعالیٰ کا جو نور چمکا ہے وہ نور ہے جو دنیا پر غالب آئے گا۔ یہ نور کردار کا نور ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آج فتح اس نور کی ہوگی جس کی فتح ہم کل دیکھ چکے ہیں، جس نور میں یہ خصوصیت تھی کہ ایک سے دو اور دو سے چار ہوتا چلا جائے۔ اس نور کو اپنا لو تو تمہاری تمام مشکلات رستے سے ہٹتی چلی جائیں گی۔ حضور نے فرمایا کہ اگرچہ دلیل بھی روشن ہے مگر یہاں جس نور کا ذکر ہے وہ رسول اللہ کی ذات کا نور ہے اس لئے آپ آنحضرتؐ کی سیرت سے اپنے لئے بھیک مانگیں۔

خطبہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے ایم ٹی اے کے نظام سے متعلق بعض متوقع تبدیلیوں کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اگرچہ ابتداءً کچھ مشکلات تو ہونگی۔ لیکن انشاء اللہ خدا کے فضل سے یہ نیا نظام بہت بہتر عالمگیر منفعتیں رکھنے والا نظام ثابت ہوگا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کوئی دنیا کی طاقت خدا کے فضلوں کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ تمام دنیا کی پھونکوں سے بھی یہ چراغ بجھایا نہیں جا سکتا جو آج حضرت محمد مصطفیٰؐ کے دین کو دنیا پر غالب کرنے کے لئے روشن فرمایا گیا ہے۔

جب خدا تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو جائے تو وہ گناہ کو جلا کر بھسم کر جاتی ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

احادیث النبی ﷺ

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحْصِنٍ الْاَنْصَارِيِّ الْخَطْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ اٰمِنًا فِيْ سِرْبِهٖ مُعَافًى فِيْ جَسَدِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ يَوْمِهٖ فَكَاَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيْرِهَا ۔

(ترمذی کتاب الزھد باب فی الزھاد فی الدنیا)

حضرت عبید اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دلی اطمینان اور جسمانی صحت کے ساتھ صبح کی اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک ہے اس نے گویا ساری دنیا جیت لی اور اس کی ساری نعمتیں اسے مل گئیں۔

محبت سب سے

ظلمت شب میں ہے فرقان محبت سب سے
میرے افکار کی پہچان محبت سب سے
ان کے نفرت بھرے الزام نہ جانے کتنے
اپنا بس ایک ہی اعلان محبت سب سے
نخوت کذب کے ہوتے ہیں مباحث کتنے
حق کی تو ایک ہی برہان محبت سب سے
شوق سے لوح و قلم پر وہ بٹھائیں پہرے
پر بدل دیتی ہے اذہان محبت سب سے
پیش ہے مرحلہ ضبط تو پھر یاد رہے
اپنے محبوب کا فرمان محبت سب سے
ہاں اٹھا ہاتھ، مگر حرف دعا کی خاطر
دیکھ تیرا تو ہے ایمان محبت سب سے
حلقہ صبح میں دیکھو یا محیط شب میں
ایک ہی زیست کا امکان محبت سب سے
دین کامل تو ہے لاریب مجسم فطرت
اور فطرت کا ہے میلان محبت سب سے
قصہ جور و جفا لکھنے سے پہلے محمود
اس پہ لکھ لینا یہ عنوان محبت سب سے

(مبشر احمد محمود)

انگلستان کے لئے

رمضان المبارک اور عیدین

کی تاریخیں نوٹ فرمالیں

آغاز رمضان المبارک	۲۲ جنوری ۱۹۹۶ء بروز سوموار
عیدالفطر	۲۱ فروری ۱۹۹۶ء بروز بدھ
عیدالاضحیہ	۲۸ اپریل ۱۹۹۶ء بروز اتوار

پیش لفظ

موجودہ دنیا کے تناظر میں مسیح کی ذات کو بوجوہ غیر معمولی اہمیت حاصل ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی ذات کی یہ غیر معمولی اہمیت صرف مسیحی دنیا تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ دوسرے مذاہب اور ان میں سے علی الخصوص یہودیت اور اسلام کے نزدیک بھی مسیح کی ذات کچھ کم اہمیت کی حامل نہیں۔ اگر مسیح کی ذات کی نوعیت وماہیت اور اس کی آمد اول اور موعودہ آمد ثانی کے بارہ میں وسیع اثر و رسوخ رکھنے والے یہ مقتدر مذاہب کسی ایک مشترکہ تفہیم یا نظریہ پر باہم متفق ہو جائیں تو اس سے ان بہت سے مسائل کے حل ہونے کی راہ ہموار ہو سکتی ہے جس سے فی زمانہ نوع انسانی دوچار ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ مسیح کی زندگی سے تعلق رکھنے والے حقائق، اس کی آمد کے مقصد، اس کی نظریاتی بنیاد اور اس کی شخصیت یا ذات کو صحیح طور پر سمجھا ہی نہیں گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اس کی زندگی کے ان جملہ پہلوؤں کو عجیب و غریب معانی پہنا دئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ مسیح کی ذات اور زندگی کے ان سب پہلوؤں کے متعلق جملہ مذاہب کے ادراک و نظریات میں اس قدر شدید اختلاف پایا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے خود مذاہب کے مابین گہری رقابت اور مخاصمت کا پیدا ہونا ناگزیر ہے۔

جب ہم مسیح کو صلیب دئے جانے کے حقائق و واقعات پر نظر ڈالتے ہیں اور جو کچھ وقوع پذیر ہوا اس پر غور کرتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ ایسا کیوں اور کس طرح ہوا۔ اور پھر نجات کے مسیحی نظریئے اور اس کی فلاسفی کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں مختلف ابتدائی ماخذوں سے ان سب امور کے مختلف اور بسا اوقات متضاد جواب ملتے ہیں۔ میں نے کتاب ہذا میں اس سارے معاملہ کا منطقی نقطہ نظر سے جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ منطقی نقطہ نظر ہی ذہنی اور فکری لحاظ سے ایک ایسا پلیٹ فارم یا مقام اتصال کی حیثیت رکھتا ہے جو سب کے مابین مشترک ہے۔ اسے تعمیری اور بامقصد تبادلہ خیالات کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بصورت دیگر محض اناجیل کے بیانات اور ان کی متعدد تشریحات کی بنیاد پر کئے جانے والا کوئی بھی تبادلہ خیال مباحثہ و مجادلہ کی ایسی الجھن میں ڈالنے کا موجب بنے گا کہ اس گنجلک سے باہر نکلنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

دو ہزار سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود اناجیل اربعہ کو بنیاد بنانے اور ان پر ہی حصر کرنے سے مذکورہ بالا امور کا کوئی ایسا حل سامنے نہیں آ سکا جو سب کے لئے یکساں طور پر قابل قبول ہو۔ اس بارہ میں اشکال یہ درپیش ہے کہ اناجیل کے بعض دعاوی ان کی مختلف النوع تشریحات کی وجہ سے مزید تصفیہ طلب بنے بغیر نہیں رہتے۔ پھر ایک مشکل باہم ٹکرانے والی ان توجیہات کی وجہ سے بھی پیش آتی ہے جو مرور زمانہ کے ساتھ رونما ہوتی اور پنپتی رہی ہیں۔ وقتاً بعد وقت ابھرنے اور پنپنے اور ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرانے والی ان توجیہات نے بھی مسیح کی شخصیت کو اپنی زد اور لپیٹ میں لے کر اسے چیستاں بنا چھوڑا ہے۔ اس طرح تاریخی پس منظر دھندلا جاتا اور یکسر مبہم ہو کر رہ جاتا ہے۔ کسی بھی معیار اور پیمانہ کی رو سے کیوں نہ دیکھا اور پرکھا جائے دور مسیح کے زمانہ بعید سے تعلق رکھنے والے واقعات کو جانچنے اور پرکھنے کی راہ میں دو

مسیحیت
ایک سفر حقائق سے فسانہ تک

Christianity —— A journey from facts to fiction

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی معرکہ آراء انگریزی تصنیف کا اردو ترجمہ

[یہ اردو ترجمہ مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی (سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل حال جرمنی) نے کیا ہے جسے ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے - مدیر]

ہزار سال کے فاصلہ کا حائل ہونا کوئی معمولی رکاوٹ نہیں ہے۔ انسانی منطق اور استدلال کو (جبکہ نئے سائنسی علوم کی معاونت بھی اسے حاصل ہو چکی ہے) ایک ایسی منطق اور ایک ایسے استدلال کی حیثیت حاصل ہے جس کا نہ کوئی عقیدہ ہے اور نہ کسی مذہبی ملک کا ہی وہ پابند ہے اور نہ ہی کسی مخصوص رنگ و نسل کی آمیزش کا دخل اس میں ممکن ہے۔ اسی لئے جملہ اقوام اور مذاہب کے مابین اسے ایک مشترکہ قدر کی حیثیت حاصل ہے۔ لہذا ایک ایسے متفقہ نظریہ تک پہنچنے کے لئے جو سب کے نزدیک قابل قبول ہو صرف اور صرف منطقی استدلال ہی واحد بنیاد کا کام دے سکتا ہے۔

میں مسئلہ کا متعدد جہتوں سے جائزہ لینے کی کوشش کروں گا تاکہ اس کے مختلف پہلو پورے طور پر نگاہ میں آ سکیں۔ میں اپنی اس کوشش کا پہلے مسیحیت کے نقطہ نظر سے ہی آغاز کرتا ہوں۔ میں مسئلہ کا پہلے اسی نقطہ نظر سے جائزہ لوں گا جس نقطہ نظر سے مسیحی حضرات اسے دیکھنے کے عادی ہیں۔ پھر میں عقل کے محدب شیشہ کی مدد سے اس نقطہ نظر کا تنقیدی تجزیہ پیش کروں گا۔ تاہم میں یہ بات بہمہ طور پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ تنقیدی تجزیہ پیش کرنے کے دوران اس امر کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا کہ میں کسی لحاظ سے بھی مسیحی حضرات یا خود یسوع مسیح کی شخصیت کے ادب و احترام کو مجروح کرنے کا خیال بھی دل میں لا سکوں۔ وجہ اس کی ظاہر و باہر ہے اور وہ یہ کہ میں ایک مسلمان ہوں اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے یسوع مسیح کی صداقت پر ایمان لانا اور انہیں غیر معمولی عزت و احترام کا حامل پیغمبر تسلیم کرنا اور انبیائے بنی اسرائیل میں انہیں فی ذاتہ لاثانی درجہ و مقام رکھنے والا نبی یقین کرنا میرے عقائد کا ایک بنیادی جزو ہے۔ لیکن اس امر کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے کہ جب سچائی کھل جائے اور حق بات واضح ہو کر سامنے آ جائے تو پھر منطقی استدلال، عقل عمومی اور فہم و ادراک کا پورا پورا لحاظ رکھتے ہوئے ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ مروجہ مسیحیت کے بارہ میں اپنے نظریات کا نظر ثانی کے رنگ میں از سر نو جائزہ لے سکتا ہے۔ اپنے اس حق کی رو سے وہ نظریات کو مختلف زاویہ نگاہ سے جانچنے اور پرکھنے سے رک نہیں سکتا۔ میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں ہرگز مسیحیوں اور مسیح کے مابین کوئی ایسی روک یا پچر حائل نہیں کرنا چاہتا کہ جو انہیں ایک دوسرے سے جدا کرنے والی ہو۔ برخلاف اس کے میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ مسیحی حضرات مسیح کی اصل ماہیت و حقیقت کے قریب آ کر اس کا صحیح عرفان حاصل کریں اور اس کی ذات کے گرد جو افسانوی خول چڑھا دیا گیا ہے اسے اتار ڈالیں۔

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ مرور زمانہ سے حقیقت بگڑ کر افسانوں اور قصے کہانیوں کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ ایسے قصے اور افسانے انسان کو زندگی کے اصل حقائق سے دور لے جانے کا موجب بن جایا کرتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں مذہب یکسر ایسے خیالی اور تصوراتی روپ میں ڈھل جاتا ہے جس کا اصل حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے حقیقی اور اصلی مذہب کی جڑیں تاریخی حقائق اور سچائیوں میں پیوست ہوتی ہیں اسی لئے اصلی اور حقیقی مذہب انسانی معاشرے میں نمایاں تبدیلیاں لانے کی اہلیت اپنے اندر رکھتا ہے۔

اس لحاظ سے مسیح کے اہل مذہب اور اس کی تعلیم کو جاننے اور سمجھنے کے لئے حقیقت کو کہانیوں سے اور سچائی کو افسانوی قصوں سے جدا اور پاک کرنا ضروری ہے۔ میری اس کوشش اور کاوش کا اصل مقصد بھی تلاش کر کے حق تک پہنچنا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ مسیحی حضرات ٹھنڈے دل اور پوری توجہ سے میری بات سنیں گے اور یہ بات سمجھ جائیں گے کہ میں ہرگز کسی کے عقائد یا جذبات کو ٹھیس پہنچانا نہیں چاہتا۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ عیسائیت اخلاقی گراوٹ کے چنگل میں پھنسنے کے بعد اس لحاظ سے مسلسل پستی کی طرف جا رہی ہے اور اس اخلاقی گراوٹ کو روک کر اسے دوبارہ اخلاقی بلندیوں کی سمت میں گامزن کرنا خود مسیحیوں کے لئے کار دارد بنا ہوا ہے۔ اس ناگوار صورت حال سے نکلنے کی خاطر عیسائی دنیا کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس صورت حال کی اصل وجوہات کا تنقیدی نظر سے جائزہ لے۔ میرے تجزیہ کے مطابق اس زمانہ کے نوجوانوں کا خدا کی ہستی پر سے ایمان تیزی سے اٹھتا جا رہا ہے۔ ایک وقت تھا کہ جب سائنس دانوں میں خدا سے انحراف کا رجحان اس لئے پیدا ہوا کہ انہوں نے دیکھا اور اس امر پر غور کیا کہ نیچر اور کائنات کے متعلق بائبل میں جو کچھ درج ہے اس کا اصل حقائق سے کوئی واسطہ نظر نہیں آتا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ بائبل پر ایمان رکھنے والے عیسائیوں کی تفہیم حقیقت پسندانہ نہیں ہے۔ وہ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے کہ بائبل سے مستنبط ہونے والی تفہیم اور سائنسی دریافتوں پر مبنی حقائق ایک دوسرے سے مختلف بلکہ متضاد واقع ہوئے ہیں۔ یہ سب سائنسی حقائق اس وقت منظر عام پر آئے جب دنیائے عیسائیت میں نشاۃ ثانیہ کے رنگ میں اصلاح عیسائیت یعنی Reformation کی تحریک شروع ہو چکی تھی۔

سائنسی ترقی کی رفتار تیز ہونے اور اس طرح نیچر کی اصل ماہیت کو سمجھنے میں انقلابی تبدیلی آنے کے ساتھ ساتھ کائنات کے بارہ میں بائبل اور جدید طبیعاتی دریافتوں کے منظر ناموں میں اختلاف وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ بعض دوسرے عوامل کے ساتھ ساتھ اس اختلاف نے معاشرے کے سمجھ بوجھ رکھنے والے طبقوں میں سرے سے خدا کی ہستی ہی کے انکار کے مہلک رجحان کو جنم دیا۔ بعد ازاں جب تعلیم کا دور دورہ ہوا اور اس کی روشنی دور دور تک پھیلی۔ بڑی بڑی یونیورسٹیاں، جامعات اور مراکز علوم افزائش دہریت کے مراکز میں تبدیل ہوتے چلے گئے۔ کائنات اور اس کے نظام کو سمجھنے میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جس الجھن سے دوچار ہونا پڑا وہ یہ تھی کہ خدا کے قول (بائبل) اور خدا کے فعل (نیچر اور اس کے نظام) میں تضاد واضح سے واضح تر ہوتا چلا جا رہا تھا۔ خدا کی ہستی کے خلاف دماغوں میں جڑ پکڑنے والے استدلال نے نوعیت یہ اختیار کی کہ اگر کائنات اور اس میں پائے جانے والے جملہ اجسام و اجرام کا خالق خدا ہے اور انسانی دماغ کے دریافت کردہ قوانین قدرت کو وضع کرنے اور نظام قدرت چلانے والا بھی وہی ہے تو وہ ان تمام چیزوں کا خالق ہوتے ہوئے ان حقائق سے خود اس قدر نابلد اور لاعلم کیوں تھا کہ وہ بائبل کے ذریعہ یکسر متضاد باتیں انسانوں پر ظاہر کرتا چلا گیا۔

جب ہم بائبل میں درج شدہ یہ باتیں پڑھتے ہیں کہ زمین و آسمان کس طرح پیدا کئے گئے اور یہ کہ آدم کو مٹی سے کیسے تخلیق کیا گیا اور پھر آدم کی پسلی سے حوا کو کیونکر معرض وجود میں لایا گیا (خدا کے قول یعنی بائبل اور اس کے فعل یعنی نیچر میں تضاد کی بے شمار مثالوں میں سے ہم نے یہاں ان دو مثالوں کے ذکر پر ہی اکتفا کیا ہے) تو ابتدائے آفرینش سے متعلق سائنسی نظریات اور اس بارہ میں عہد نامہ قدیم کے باب پیدائش میں درج شدہ تفصیلات کے مابین واضح، بین اور کھلے کھلے تضاد کو دیکھ کر حیرت کی انتہا نہیں رہتی۔

سائنسی دریافتوں سے میل نہ کھانے والی بائبل کی ایسی بے جوڑ اور متضاد باتوں نے کلیسیا کو اس کے کلی اور ہمہ جہتی سیاسی اقتدار کے زمانہ میں ظالمانہ روش اپنانے کی طرف مائل کر دیا۔ اس کی جانی پہچانی ایک معروف مثال وہ قضیہ ہے جو کلیسیا اور (Galileo) نامی سائنس دان کے مابین رونما ہو کر بہت ناگوار صورت حال پر منتج ہوا۔ جب (Galileo) (۱۵۶۴ء تا ۱۶۴۲ء) نے نظام شمسی سے متعلق اپنی دریافت پر مبنی نظریات شائع کئے تو اس پر کلیسیا بھڑک اٹھا کیونکہ اس کے دریافت کردہ نظریات نظام شمسی سے متعلق کلیسیا کے اعتقاد و تصورات سے متصادم تھے۔ قید و بند اور انتہائی شدید دباؤ اور دھاندلی و دھونس کے تحت اسے اپنی سائنسی دریافتوں کی علی الاعلان خود تردید کرنے پر مجبور کیا گیا حتی کہ اس کے لئے تردید کرنے کے سوا چارہ نہ رہا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو اسے عذاب دے دے کر موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا۔ اس کے باوجود اسے پابند کر دیا گیا کہ وہ بقیہ زندگی خود اپنے گھر میں نظر بند رہ کر گزارے۔ عرصہ دراز کے بعد کہیں ۱۵۹۱ء میں جا کر کلیسیا (Galileo) کے خلاف نظر بندی کا فیصلہ واپس لینے پر آمادہ ہوا۔ اور آمادہ بھی ہوا پوپ جان

پال ثانی کی قائم کردہ ایک کمیٹی کے بارہ سال تک جاری رہنے والے طویل غور و خوض کے بعد کی جانے والی سفارش پر۔

بنابریں ابتداء میں سائنس اور بائبل کے درمیان رونما ہونے والے یہ تضادات معاشرہ کی عوامی سطح تک سرایت نہ کر سکے اور عوام میں ان کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو سکا۔ ایک عرصہ تک یہ تضادات دانشوروں کے مختصر سے حلقہ تک محدود رہے۔ بالآخر سیکولر علم کی روشنی پھیلنے کے ساتھ ساتھ اس وقت کے مروجہ مسیحی عقائد کی نام نہاد روشنی مدھم پڑنی شروع ہوئی اور ایک متقابل ظلمت و اندھیرے میں تبدیل ہوتی چلی گئی۔ پندرھویں صدی میں شروع ہونے والی کلیسیا کی اصلاحی تحریک کے ابتدائی زمانہ میں سائنس دانوں کی تحقیقی سرگرمیاں بالعموم خود اپنے ہی روشن خیال حلقوں کے اندر جاری رہیں۔ ان حلقوں سے باہر دوسروں کو ان کی ہوا بھی نہیں لگنے دی گئی۔ وہ وسیع رابطہ اور تعلق جو سائنس دانوں اور عوام الناس کے درمیان آج ہمیں نظر آتا ہے وہ اس زمانہ میں ناپید تھا۔ اس لئے سائنس دانوں کے دہریت پر مبنی ملحدانہ خیالات بحیثیت مجموعی معاشرہ کو زیادہ متاثر نہ کر سکے۔ لیکن جب بین الاقوامی سطح پر تعلیم کا چرچا عام ہوا اور ترقی کی راہ پر گامزن ہونے والی قوموں کے نوجوانوں نے بکثرت تعلیم حاصل کرنی شروع کی تو پھر مذہبی صورت حال متاثر ہونے لگی اور رونما ہونے والی تبدیلی غلط سمت اختیار کرتی چلی گئی۔ اس کے نتیجہ میں خالصۃً فلسفے اور عقلیت پسندی کے دور کا آغاز ہوا۔ سائنس کے ساتھ ساتھ معاشرتی زندگی اور انسانی نفسیات سے تعلق رکھنے والے فلسفیانہ خیالات بھی ابھرتے اور عوام میں پھیلتے چلے گئے۔ خاص طور پر انیسویں اور بیسویں صدی میں ان نت نئے فلسفوں نے خوب زور پکڑا۔ مادی فلسفے، سیکولرازم کی ترقی اور سیکولر خیالات کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ایک دوسرے میں مدغم ہوتے رہے۔ اس نئی صورت حال نے مذہب کی اصل بنیاد یعنی خدا کی ہستی پر ایمان کو ہلا کر رکھ دیا اور اس طرح مغربی معاشرہ میں خدا پر ایمان تباہی کی نذر ہوئے بغیر نہ رہا۔

انسان میں اخلاقی اقدار کی پاسداری اور احترام کا اس کے ایمان باللہ سے براہ راست تعلق ہوتا ہے۔ یہ ایمان باللہ ہی ہوتا ہے جو انسان کی اخلاقی حالت کو سنوارتا اور پھر اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر ایمان باللہ کمزور یا ناقص ہو یا اس میں کوئی خامی پائی جاتی ہو تو اسی نسبت سے انسان کی اخلاقی حالت بھی متاثر ہو رہی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک طرف ایمان باللہ اور دوسری طرف نظام قدرت سے متعلق دی جانے والی سیکولر تعلیم یا عقل عمومی کے تقاضوں میں تصادم کی کیفیت رونما ہو رہی ہو تو پھر رفتہ رفتہ اور درجہ بدرجہ ایسے لوگوں کے ایمان باللہ کی کیفیت کو گھن لگنا شروع ہو جاتا ہے اور اسی نسبت سے ان کی اخلاقی حالت پر بھی منفی اثر پڑنے لگتا ہے اور لگتا چلا جاتا ہے۔ اندریں صورت اس امر کے باوجود کہ ان میں سے بعض افراد کا ایمان باللہ سلامت بھی ہو بالعموم اجتماعی بگاڑ کے زیر اثر ہوتے ہوتے من حیث المجموع عملاً پورا معاشرہ دہریت کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ نوع انسانی کی زندگیوں میں کارفرما اس اصول کے پیش نظر کسی بھی معاشرے یا سوسائٹی کے ایمان باللہ کی کیفیت کا اندازہ لگا کر اس کی اخلاقی حالت کے بارہ میں فیصلہ کرنا یا اخلاقی حالت کی روشنی میں ایمان باللہ کی کیفیت کا اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں ہے۔ ایمان باللہ جتنا وہ کمزور یا ناقص ہوتا ہے لوگوں کے اخلاقی کردار پر اس کی گرفت اتنی ہی زیادہ کمزور پڑ جاتی ہے۔ جب ان دونوں کے تقاضوں میں تصادم کی کیفیت رونما ہوتی ہے تو کمزور ایمان باللہ غیر اخلاقی رجحانات کی کشش کے آگے بند باندھنے میں ناکام رہتا ہے اور ان رجحانات کو کھل کھیلنے کا راستہ دے دیتا ہے۔

دنیا بھر میں کہیں بھی کسی مذہبی سوسائٹی یا معاشرے پر اس اصول یا معیار کا اطلاق کر کے ہم اس کے ایمان باللہ اور اخلاقی حالت کے بارہ میں صحیح اور قابل اعتماد نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔ بظاہر خدا کی ہستی پر یقین رکھنے والی کسی عیسائی سوسائٹی کو امتحان کے رنگ میں اگر جانچنا ہو تو صرف اتنا ہی دیکھنا اور معلوم کرنا کافی ہے کہ آیا اس سوسائٹی میں عملاً مسیحی اقدار کا دور دورہ ہے یا نہیں۔ مثال کے طور پر کیا ان لوگوں کا اپنے پڑوسیوں کے ساتھ سلوک اور برتاؤ بالکل ویسا ہی ہے کہ جیسے سلوک کا توریت کے دس احکام ان سے تقاضا کرتے ہیں؟ کیا جنگ یا جھگڑے وغیرہ کی صورت میں کسی قومی بحران کے وقت وہ اپنے حریفوں سے معاملہ کرنے میں مسیحی اقدار کو ملحوظ رکھتے ہیں؟ کیا تشدد اور حملہ کا نشانہ بننے والے معصوم اور بے گناہ عیسائی ایک گال پر تھپڑ کھانے کے بعد تشدد کرنے والے کے سامنے اپنا دوسرا گال بھی پیش کر دیتے ہیں؟۔ سوچنے اور جاننے والی بات یہ ہوتی ہے کہ زندگی میں ایک شخص اپنے عمل و کردار کے روپ میں اپنے ایمان کی کیا تصویر دکھاتا ہے یا اس کی کیا جھلک پیش کرتا ہے۔ اگر اس کا عمل و کردار اس کے ایمان کی عکاسی نہیں کرتا تو یہ بعینہ ہمارے اس قول کی بڑی معنی خیز تصدیق ہوگی کہ اس کا ایمان باللہ انسانی حوائج اور ان کے پرکشش تقاضوں سے متصادم ہے۔ اگر ان کے مابین تصادم کے وقت ایمان باللہ بہر طور سربلند رہتا ہے یعنی وہ نفسانی خواہشات اور میلانات کو اس کی خاطر قربان کر دیتا ہے تو پوری دیانت داری سے کہا جا سکتا ہے کہ اس کا ایمان باللہ کسی بھی نوعیت کا ہو وہ بہر حال اپنی جگہ مستحکم ہے اور خلوص اور اصلیت و حقیقت سے ہرگز عاری نہیں ہے۔

اگر دنیائے عیسائیت کی موجودہ حالت پر نظر ڈالی جائے اور مذکورہ بالا امتحان میں سے گزار کر اس کے ایمان باللہ کی کیفیت کو جانچا جائے تو ایسی کوشش بہت ہی افسوس ناک اور دل شکن تجربہ ثابت ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ اس کوشش کے نتیجہ میں سابقہ جس صورت حال سے پڑتا ہے وہ خدا پر ایمان سے کھلی کھلی بغاوت کے مترادف نظر آتی ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ بعض اوقات یہ بغاوت اس قدر خاموش اور غیر محسوس نوعیت کی ہوتی ہے کہ اسے کھلا انکار قرار دینا بھی مشکل ہوتا ہے۔ وجہ یہ کہ نظر بظاہر محسوس یہ ہو رہا ہوتا ہے کہ یہ صورت حال ایمان باللہ کے اقرار اور عمل میں تضاد کی وجہ سے رونما ہوئی ہے۔ اس لئے دھوکہ یہ لگتا ہے کہ وہ خدا پر ایمان رکھنے والے لوگوں کا ہی معاشرہ ہے حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہوتی ہے۔ کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ یہ بات بڑی حد تک دوسرے معاشروں پر بھی صادق آتی ہے لیکن اس معاملہ میں اصل غور طلب بات یہ ہے کہ ہر ایسے معاشرہ کے معاملہ میں ایک ہی وجہ کارفرما نہیں ہوتی، ہر معاشرہ کی بظاہر یکساں صورت حال کی وجہ مختلف ہوتی ہے۔ مزید برآں ہر معاشرے کی صورت حال کو اس کے اپنے مخصوص احوال و کوائف کی روشنی میں جانچنا ضروری ہوتا ہے۔ اسی لئے تو اس امر کو بہت اہمیت حاصل ہوتی ہے کہ مختلف معاشروں کے افراد کے عقائد و اعمال میں پائے جانے والے تضادات کا ان کے اپنے مخصوص حالات کے پیش نظر جداگانہ انداز میں ٹھنڈے دل و دماغ سے بغور تجزیہ کیا جائے۔ پھر اس امر کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ کسی مخصوص معاشرے کا عقیدہ خود اپنی ذات میں پیچیدہ اور غیر فطری ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر غیر یہودی اقوام اور لوگوں کے بارہ میں طالمود کی تعلیم کے بعض حصے اور اسی طرح اچھوت اقوام کے بارہ میں منوسمرتی کی ہندو تعلیمات ایسی ہیں کہ ان معاشروں کے لئے ان پر عمل نہ کرنا ہی ان کے حق میں نیک فال کی حیثیت رکھتا ہے۔ نیز بعض معاشروں کا عقیدہ تو فی ذاتہ اچھا ہوتا ہے اور اس پر کماحقہ عمل پیرا ہونا فائدے مند ہوتا ہے لیکن خود لوگوں کے اندر بے اعتدالیوں کی وجہ سے بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ عقیدے کو مشکل اور مالایطاق سمجھ کر اس کے بارہ میں سنجیدہ نہیں رہتے اور اسے عملاً ترک کر بیٹھتے ہیں۔

مسیحیت کے موضوع کی طرف واپس لوٹتے ہوئے ہم جس بات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ مسیحیت کے بنیادی عقائد ہی نظام قدرت کی اصل حقیقتوں سے متصادم ہیں۔ بنابریں وہ معقولیت پسندی اور عقل عمومی پر مبنی انسانی توقعات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس صورت حال کے تناظر میں مسیحیوں کے لئے یہ ناگزیر تھا کہ وہ رفتہ رفتہ اپنے عقائد کو سنجیدگی سے لینے کی روش اور ان عقائد کے وضع کردہ سانچوں کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالنے کے عزم سے منحرف اور بیگانہ ہوتے چلے جائیں۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا۔

مفید طبی معلومات

(ڈاکٹر امۃ الرزاق سمیع۔ ایف۔ آر۔ سی۔ ایس)

دمہ کیا ہے؟

دمہ سانس کی بہت عام بیماری ہے۔ اس میں مریض کو سانس لینے میں تکلیف ہوتی ہے، زور سے کھانسی آتی ہے اور سینے سے خاص قسم کی آواز نکلتی ہے جسے طبی اصطلاح میں WHEEZE کہا جاتا ہے۔

ایک اندازے کے مطابق برطانیہ میں ہر دس میں سے ایک بچے کو دمہ ہونے کا خطرہ ہے۔ بچپن میں لڑکوں کو دمہ کی شکایت ہونے کا امکان بچیوں کی نسبت دگنا ہوتا ہے۔ ۴۰ سال کی عمر کے قریب ہر بیس میں سے ایک بالغ کو دمہ ہونے کا امکان ہوتا ہے۔

دمہ کی اقسام

دمہ کی دو عام اقسام ہیں۔

۱۔ الرجی کا دمہ: یہ عموماً موروثی ہوتا ہے۔ ماں باپ اور بہن بھائی بھی دمہ کا شکار ہوتے ہیں۔ دمہ کے ساتھ ساتھ کھال کی الرجی اور بار بار زکام یعنی RHITIS بھی عموماً مرض کا حصہ ہوتا ہے۔

۲۔ اڈیوسکریٹک دمہ: عموماً خاندان میں دمہ کی شکایت نہیں ہوتی ہے عموماً مریض کی ابتدا معمولی زکام سے ہوتی ہے جو بڑھ کر سانس لینے میں دشواری، کھانسی اور ویز کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

دمہ کی وجہ

دمہ کی سب سے عام وجہ الرجی ہے۔ الرجی عموماً گھاس میں پائے جانے والے پولن کی وجہ سے ہوتی ہے اور بہار کے موسم میں دمہ کا سخت حملہ ہوتا ہے۔ کچھ مریضوں میں الرجی کی وجہ جانوروں کے بال، پرندوں کے پر، کائی اور دوسرے ماحولیاتی اثرات ہوتے ہیں۔

کچھ دوائیں مثلاً اسپرین، پروپرونولول یعنی انڈرال اور بروفین وغیرہ سے بھی دمہ ہو سکتا ہے۔

ماحولیاتی آلودگی جو کہ موٹروں اور بسوں کے دھوئیں سے پیدا ہوتی ہے، ناک کی نازک جھلی کو زخمی کر دیتی ہے اور دمہ پیدا کر سکتی ہے۔

ایسے لوگ جو لکڑی اور دھات کی فیکٹریوں میں کام کرتے ہوں یا بڑے پیمانے پر لانڈری کا کام کریں اور جانوروں کی کھال کی فیکٹری میں کام کریں ان کو دمہ کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔

دمہ کا حملہ ہونے کی مزید وجوہات میں سینے کا انفیکشن سخت بھاگ دوڑ اور غصہ اور پریشانی شامل ہیں۔ زکام کی وجہ سے بھی دمہ کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

دمہ کی علامات

دمہ کی مخصوص علامات میں سانس لینے میں دشواری، کھانسی اور سینے سے مخصوص آواز نکلنا جسے ویز کہا جاتا ہے، شامل ہیں۔ دمہ کا حملہ عموماً رات کے وقت ہوتا ہے۔ دن میں دمہ ہونے کی وجوہات میں جسمانی مشقت، فلو کی بیماری اور غصہ اور پریشانی شامل ہیں۔ مختلف لوگوں میں دمہ کی وجہ مختلف ہوتی ہے۔ لہٰذا ممکن ہے کہ ایک ہی گھر میں مختلف افراد مختلف اوقات میں دمہ کا شکار ہوں۔ سردیوں کی آمد اور بہار کی آمد پر دمہ کا خطرہ بڑھ جاتا ہے جس کی وجہ گھاس کے پولن سے الرجی اور فلو کے وائرس کا حملہ ہیں۔

دمہ کا علاج

دمہ کے علاج کے مختلف طریقے ہیں جس میں سانس کے ذریعہ ایسی دوائیں دی جا سکتی ہیں جو کہ ہوا کی چھوٹی نالیوں کو کھول دیتے ہیں تاکہ سانس میں سہولت پیدا ہو سکے اگر یہ دوائیاں کافی نہ ہوں تو خوراک کے ذریعہ یا VEIN کے ذریعہ دوائیاں دے کر دمہ کی علامات کو روکا جا سکتا ہے۔ دمہ کا دورہ شدید ہو تو مصنوعی تنفس کی بھی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔ دمہ کی دوائیاں عام طور پر کافی محفوظ ہیں اور حاملہ عورت کو بھی دی جا سکتی ہیں۔

سائنسی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ بچپن میں شروع ہونے والا دمہ زیادہ تر ۲۰ سال کی عمر کے بعد بے حد معمولی رہ جاتا ہے اور ایسے لوگ جن میں دمہ ۱۸ سال کی عمر کے بعد شروع ہوا ہو ان میں سے ۲۰ فیصد دمہ سے بالکل ٹھیک ہو جاتے ہیں اور بقایا میں سے ۴۰٪ کی بیماری بے حد معمولی رہ جاتی ہے۔

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:
TEL: 0141-777 8568
FAX: 0141-776 7130

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کے لئے محمدؐ رسول اللہ کو چنا اور دوسری تعلیمات سے بے بہرہ رکھا اس لئے کہ وہ تمام تر تعلیمات خدا نے خود دینی تھیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۷ نومبر ۱۹۹۵ء مطابق ۱۷ نبوت ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

گزشتہ خطبے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے آیت کریمہ "اللہ نور السماوات والارض مثل نور کمشکوٰۃ فیھا مصباح ..... الخ" کی تفسیر پیش ہو رہی تھی جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی اور جس کو میں نے مزید وضاحت سے کھول کر جماعت کے سامنے رکھا۔ یہ مضمون ابھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ خطبے کا وقت ختم ہو گیا اور اس کے علاوہ بھی اور بہت سی باتیں خدا تعالیٰ کے اسم نور کے حوالے سے کرنے والی ہیں۔ اس لئے خطبے میں جہاں میں نے مضمون کو چھوڑا تھا وہاں سے بات کو آگے بڑھاؤں گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شجرہ مبارکہ زیتون کی مثال کی تشریح فرما رہے تھے اور اس موقع پر کچھ حصہ مضمون کا بیان کرنے کے بعد وقت ختم ہو گیا تھا۔ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں کہ جو زیتون کا تیل ہے جس سے وہ وحی کا مبارک چراغ روشن ہے وہ تیل کیا چیز ہے۔ جو عبارت ہے وہ تمام تر اگر پڑھی جائے تو چونکہ مشکل عبارت ہے اور بہت سے سننے والے جو اردو کو اچھی طرح سمجھتے بھی ہیں وہ اس عبارت کو پوری طرح سمجھ نہیں سکیں گے۔ پس بجائے اس کے کہ وہ عبارت پڑھوں اس کے سردست پہلے حصے کا مضمون بیان کرتا ہوں بعد میں پھر کچھ عبارتیں بھی پڑھوں گا ان کا مضمون بھی بیان کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ فرما رہے ہیں کہ جو تیل ہے وہ خلاصہ ہوا کرتا ہے کسی چیز کی ذات اور درخت کا تیل اس کی صفات کا خلاصہ ہوا کرتا ہے۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تمثیل کے طور پر زیتون قرار دے کر جب اس کے تیل کی بات شروع کی تو مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی فطرت سلیمہ، آپ کی عقل، آپ کی روحانی قوتیں اور وہ تمام صفات جو آپ کی ذات کا خلاصہ ہیں اور وہ صفات جو خود اللہ تعالیٰ کے کلام سے پروردہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور فضل کے نتیجے میں پروردہ ہیں۔ یعنی آغاز میں بھی اللہ ہی کا فضل ہے اس نے ایک وجود پیدا فرمایا اور اس وجود کی ان صفات کو پوری طرح نشوونما کی توفیق عطا فرمائی۔ پھر وہ نشوونما جب اپنے درجہ کمال کو پہنچی ہے تو ان کی کیفیت یوں بیان فرمائی کہ گویا وہ نور از خود بھڑک اٹھنے کے لئے تیار تھا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صفات حسنہ کا آسمانی نور کے ساتھ کامل اتصال ہے۔ کیونکہ جب تک یہ اتصال نہ ہو اس وقت تک آسمانی نور اپنے درجہ کمال کے ساتھ آپ کی ذات پر نازل نہیں ہو سکتا تھا۔

اس لئے یہ مثال کسی اور نبی کی وحی کے متعلق استعمال نہیں فرمائی گئی کہ وہ نور جو آپ کی صفات حسنہ کا خلاصہ تھا وہ از خود بھی چمکتا رہا مگر از خود لفظ دھوکے والا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس انداز میں پیش فرمایا ہے اس میں از خود کا تصور اس میں سے غائب ہو جاتا ہے۔ فرمایا ہے یہ مقدر بات تھی کہ اللہ ہی کے فیض سے تربیت یافتہ وجود تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں "جو اس عقل کامل کے چشمہ صافی سے پروردہ ہیں" وہ صفات محمدیہ جو اس "عقل کامل" یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات کی طرف اس "عقل کامل" کہہ کر اشارہ فرمایا ہے۔ "اس عقل کامل کے چشمہ صافی سے پروردہ ہیں"، خدا تعالیٰ کا جو حکمت کاملہ کہلا سکتا ہے۔ ہر عقل، ہر حکمت کا سرچشمہ وہی ہے۔ اس چشمہ صافی سے جس شجرہ طیبہ نے فیض پایا وہ محمدؐ رسول اللہ کا شجر تھا۔ اور اس مثال کا استعمال فصاحت و بلاغت کا کمال ہے کیونکہ اگر مثال زیتون کے درخت سے تھی تو زیتون کا درخت خود بھی تو کسی پانی کا محتاج ہے۔ وہ پانی کون سا تھا، کہاں سے اترا تھا، وہ زمینی پانی نہیں تھا بلکہ خدا تعالیٰ کا وہ پانی تھا جو اس کی عقل کامل سے اترتا ہے۔ ویسے تو ہر فیض خدا ہی سے ملتا ہے، جن لوگوں کو تھوڑی سی بھی عقل ملے ان کو بھی خدا ہی سے نور ملتا ہے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تعلق میں خدا تعالیٰ کو عقل کامل قرار دینا بتا رہا ہے کہ اللہ کا جو نور بصیرت یا جو بھی اسے آپ کہہ لیں "عقل کامل" جو تمام حقائق کا سرچشمہ ہے جس میں کوئی تضاد نہیں ہے، جو تمام موجودات کی کنہہ ہے اس عقل کامل کے چشمہ صافی سے محمدؐ رسول اللہ کا شجرہ طیبہ یعنی وہ زیتون کا درخت پرورش یافتہ تھا۔ پس از خود کی بحث اٹھ گئی۔ آغاز ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تخلیق خدا کے عقل کامل کے چشمہ سے ہوئی اور وہ جو درخت تھا جو عقل کامل سے فیض یافتہ ہو، وہ دنیا کی کسی اور چیز سے فیض یافتہ نہ ہو، اس کا شفاف اور پاکیزہ اور خالص ہونا بالبداہت ثابت ہے۔ اب اس کا ایک اور تعلق بھی ہے۔ جو دوسرے عام عقل والوں کے ساتھ اس مضمون کا تعلق ہے وہ جہاں تک حقیقی اور سچی عقل کا تعلق ہے اللہ ہی سے فیض یافتہ ہوتے ہیں مگر محض اس سے فیض یافتہ نہیں رہتے، کچھ دنیاوی عقول کے چشموں سے بھی پانی پیتے ہیں، کچھ دنیاوی حکماء کی باتوں سے بھی متاثر ہوتے ہیں، کچھ اپنی تحقیقات سے بھی وہ کچھ فیض یافتہ ہوتے ہیں۔ اس لئے خالصتاً اللہ کی عقل کل سے فیض یافتہ ان کو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پس اس چشمے میں کچھ دوسرے پانی بھی آ ملتے ہیں۔

ان معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو امی کہنا آپ کی ایک عظیم تعریف ہے اور یہی لفظ امی جب دوسری عرب قوم پر اطلاق پایا تو دوسرے معنے رکھتا ہے کیونکہ ہر لفظ اپنے موقع اور محل کے مطابق سمجھا جاتا ہے۔ ان کے معنوں میں یہ تھا کہ وہ تعلیم یافتہ ہیں ہی نہیں، نہ خدا سے نہ بندوں سے، نہ اللہ کی عقل سے انہوں نے تعلق جوڑا نہ اپنی عقل سے کچھ فائدہ حاصل کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے چونکہ دنیاوی عقول کا استعمال نہیں کیا اور دنیاوی علوم کے چشموں سے پانی نہیں پیا اس لئے آپ کی نشوونما خالصتاً اس عقل کل سے ہوئی ہے جسے ہم خدا بھی کہتے ہیں۔ اور عقل کل نے آغاز ہی سے آپ کو پانی پلایا آپ کی آبیاری فرمائی اور اس پانی کو پی پی کر یہ شجرہ طیبہ بڑھا اور جوان ہوا اور اس نے شاخیں نکالیں اور پھول پھل لایا۔ ان سارے مراحل سے گزر کر جب وہ اس مرتبے تک پہنچا ہے کہ اس سارے وجود کا عطر خالص ایک تیل کی شکل میں ظاہر ہو گیا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنی بلوغت کو پہنچے اور یہ وجود اس مقام پر پہنچا جب کہ درخت سے تیل الگ ہو کر صاف ہو کر، نتھر کر باہر آنے لگتا ہے۔ اس تیل پر وحی کا نزول ہوا ہے اور یہ وہ تیل تھا جو بھڑک اٹھنے کو تیار تھا۔ اس لئے نہیں کہ انسان بذات خود اپنی عقل سے روشن ہو سکتا ہے اس لئے کہ شروع ہی سے عقل کل سے فیض یافتہ تھا۔

یہ تفصیل ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ایک چھوٹے سے فقرے کی ہے کہ "اس عقل کامل کے چشمہ صافی سے پروردہ ہیں" تمام صفات محمدیہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اللہ کی عقل کامل کے سرچشمے سے پروردہ ہیں۔

پھر وحی کے نزول اور خصوصاً اس ذات پر نور الٰہی کا نزول اس طرح کہ یہ خود نور مجسم بن جائے یا نور مجسم کی طرح دکھائی دے اور اس سے پھر دوسرے نور روشن ہوں اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ "ان لطائف قابلہ پر وحی کا فیضان ہوا"۔ وہ لطائف جو اپنے درجہ کمال کو پہنچ گئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات میں۔ یہاں درجہ کمال سے مراد یہ ہے کہ آسمانی نور کے اترنے سے پہلے آسمانی نور نے جس درخت کی آبیاری کی ہے اس کے اندر لطیف صفات کی پرورش کی اور وہ لطیف صفات جب تیار ہو گئیں تو پھر وہ محتاج تھیں کہ آسمان سے بھی ایک نور نازل ہوتا۔ اس کی تفاصیل آگے پھر آئیں گی تو آپ کے سامنے مضمون اور بھی کھل جائے گا۔ فرماتے ہیں "اور ظہور وحی کا موجب وہی ٹھہرے"۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ظہور وحی کا موجب قرار دیا ہے حالانکہ وحی ایک موہبت ہے جو آسمان سے اترتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس موہبت اور موجب وحی کے بظاہر متصادم مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے اسے خوب کھول دیتے ہیں اور اس میں کوئی تضاد باقی نہیں رہتا۔

"اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ فیضان وحی ان لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا"۔ اس میں بہت سے مسائل حل ہو گئے جو بہت دیر، مدتوں سے اہل علم و فکر کو الجھنوں میں مبتلا کئے رکھے رہے۔ یعنی انبیاء کی

وحی میں فرق کیا ہے، کیوں ہوا ہے۔ انہوں نے ایک ہی چشمے سے پانی پیا، اس کی وحی مختلف، اس کی وحی مختلف۔ اس کا انداز کلام مختلف، اس کا انداز کلام مختلف۔ تو کیا مختلف خداؤں نے ان کی پرورش فرمائی ہے یا ایک ہی خدا کے فیض یافتہ ہیں، پھر فرق کیوں ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ فیضان وحی ان لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا“ اس میں دراصل وہی مضمون بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ ویسا ہی اس پر بوجھ ڈالتا ہے جیسے بوجھ کا وہ متحمل ہو سکتا ہے۔ ۔ ”لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا“ ۔ پس محمدؐ رسول اللہ کی وسعتوں کا عظیم تر ہو جانا اور تمام بنی نوع انسان کی وسعتوں سے آپ کا دائرہ پھیل کر بڑھ جانا یہاں تک کہ ان تمام بنی نوع انسان کی صفات پر آپ کی وسعتیں محیط ہو جائیں۔ یہ بات اس بات کا تقاضا کرتی تھی یہ موجب وحی ہے کہ آپ پر وحی نازل ہو جو اپنی وسعتوں میں کل عالمی ضروریات پر محیط ہو جائے، تمام بشری ضروریات کو پورا کرنے والی اور ان کے تمام سوالات کا جواب رکھتی ہو۔

> جب محمدؐ رسول اللہ کا تیل روشن ہوا ہے تو کل عالم روشن ہو گیا اس لئے کسی اور کو سراج نہیں فرمایا بلکہ آپؐ ہی کو سراج قرار دیا

پس وحی کا صاحب وحی کے مطابق ہونا یہ معنی رکھتا ہے اور اسی لئے ہر انبیاء کی وحی کا دائرہ مختلف ہے اور اس کے نور کی چمک میں بھی فرق ہے حالانکہ نور اللہ ہی کا ہے جس سے وہ روشن ہوتے ہیں۔ اب تیلوں کو دیکھ لیں ایک تیل کو جلائیں اس کی روشنی اور طرح کی ہوتی ہے دوسرے تیل کو جلائیں اس کی روشنی اور طرح کی ہوتی ہے۔ وہ کیمیا جن کو روشن کیا جاتا ہے ان میں سے بعض کیمیا ہیں جن کی روشنی بہت ہی تیز سفید ہوتی ہے جیسے سورج کی روشنی ہو۔ کیلشیم کاربائیٹ کے جو چراغ جلتے ہیں لاہور میں مونگ پھلیاں بیچنے والے یا اس قسم کے بھنے ہوئے دوسرے Nuts بیچتے ہیں کئی دفعہ اس کے اوپر ان کا چراغ رکھا ہوتا ہے وہ بالکل لگتا ہے کہ دن کی روشنی ہے۔ ربوہ میں جب بجلی نہیں آئی تھی تو میں نے بھی بنایا تھا۔ تو نور تو وہی ہے جو خدا نے ہر چیز کے اندر رکھا ہوا ہے مگر ہر چیز کے چمک اٹھنے میں اس کی اپنی صلاحیتیں جلوہ گر ہوتی ہیں اور آگ تو سب کو اسی طرح جلاتی ہے اور روشن کرتی ہے مگر مادے کے فرق سے اس کی تجلی میں فرق پڑ جاتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء کے تیل کو بھی ایک روحانی تیل کے طور پر شرف بخشا اور ان کو بھی روشن کیا۔ لیکن جب محمدؐ رسول اللہ کا تیل روشن ہوا ہے تو کل عالم روشن ہو گیا اس لئے کسی اور کو سراج نہیں فرمایا بلکہ آپ ہی کو سراج قرار دیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”فیضان وحی ان لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا اور انہی اعتدالات کے مناسب حال ظہور میں آیا جو کہ طینت محمدیہ میں موجود تھی۔ [لفظ تھی لکھا ہوا ہے اور اعتدالات جمع کا ہے ہو سکتا ہے یعنی یہی ہوا ہو گا کہ کاتب نے تھیں کو تھی لکھ دیا ہو یا جملے کی بناوٹ کی مجھے سمجھ نہ آئی ہو۔ ”فیضان وحی ان لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا اور انہی اعتدالات کے مناسب حال ظہور میں آیا کہ جو طینت محمدیہ میں موجود تھی“ غالباً تھیں ہی ہے اور کوئی اس کی وجہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی وہ کاتب ہمارے ہاں تو بڑے بڑے کرشمے دکھاتے ہیں۔ دو نقطے چھوڑ دینا ان کے تو بائیں ہاتھ کا کام ہے اس لئے اس کو اس طرح پڑھنا چاہئے۔]

”اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہریک وحی نبی منزل علیہ کی فطرت کے موافق نازل ہوتی ہے“۔ کہتے ہیں تفصیل اس کی یہ ہے ”منزل علیہ“ وہ پاک نبی جس پر وحی نازل ہو رہی ہوتی ہے، اسے منزل علیہ فرمار ہے ہیں جس پر وحی نازل ہوئی۔ اس کی فطرت کے مطابق نازل ہوتی ہے اور اس کے مطابق نازل ہونا خود ایک فصاحت و بلاغت کا کرشمہ ہے کیونکہ فصاحت و بلاغت کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ جو مقتضائے حال کے مطابق ہو۔ اگر کسی بچے سے خطاب ہو رہا ہو تو بچوں کی طرح بننا پڑتا ہے۔ بعض دفعہ بچوں کی زبان میں توتلا بھی ہونا پڑتا ہے اور جو کم فہم لوگ ہیں بسا اوقات وہ سمجھتے ہیں یہ وقار کے خلاف بات ہے کہ بچوں کی طرح حرکتیں کر رہا ہے۔ حالانکہ اگر یہ وقار کے خلاف ہے تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ ”انا عند ظن عبدی بی“ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تو اپنے بندے کے گمان اور اس کی سوچ کی توفیق کے مطابق ڈھل جاتا ہوں تبھی ہمارے اندر پیار کی باتیں چلتی ہیں ورنہ تو ناممکن ہے کہ کوئی شخص میرے جیسا ہو سکے مجھے ہی اس جیسا ہونا پڑتا ہے۔ ضمناً مجھے یاد آگیا کہ ایک ہمارے جماعت احمدیہ کے مداح دانشور مجھے ملنے آئے۔ انہوں نے کہا باقی باتوں میں تو مجھے اتفاق ہے لیکن یہ جو آپ نے بچوں کی کلاس یا اردو کی کلاس شروع کر رکھی ہے آپ کی شان کے خلاف ہے۔ آپ کو ویسی حرکتیں کرنی پڑتی ہیں اور آپ کے منصب اور آپ کی شان کے خلاف ہے۔ اس نے بڑی ہمدردی اور نیکی میں ایک مشورہ دیا۔ میں نے کہا جو باتیں میں نے خدا سے سیکھی ہیں، خدا کے مزاج سے سیکھی ہیں تمہاری نظر میں یا کسی کی نظر میں خلاف ہوں یا نہ مجھے کوئی بھی پرواہ نہیں۔ میں نے کہا گھر میں جو تم اپنے بچوں سے توتلی باتیں کرتے ہو تو اس وقت تمہاری شان اس راہ میں حائل کیوں نہیں ہوتی۔ جب ایک بادشاہ خواہ کیسا ہی صاحب منصب اور صاحب جلال ہو اپنے گھر میں اپنے چھوٹے سے بچے سے پیار سے باتیں کرتا ہے تو منہ بھی تتلے بنا لیتا ہے، اسی طرح کی حرکتیں کرتا ہے اور اس کی شان کے خلاف نہیں ہوتا۔ اگر یہ شان کے خلاف ہو تو خدا کا اپنے کسی بندے سے تعلق نہ ہو سکے۔ میں نے کہا میں تو مجبور ہوں اور تمہیں یہ بھی نہیں شاید پتہ کہ ہمارے محبت کے رشتے چل رہے ہیں۔ اگر میں یہ نہ سکھاؤں تو بہت سے دیکھنے والے ان مجالس میں آئیں ہی نہ اور تم لوگوں کو جو غیر ہو جماعت سے باہر، محبت بھی رکھتے ہو تو ان باتوں کی سمجھ نہیں ہے۔ میں نے کہا مجھے یہ بھی احساس ہے جس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے مثلاً، آپ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ آپ نے اردو کی تعلیم باقاعدہ کالج میں حاصل نہیں کی نہ تعلیم دینے کی کوئی سند حاصل کی ہے اس لئے کیوں نہیں ان لوگوں کے سپرد کر دیتے جو اس مضمون سے واقف ہیں اور اس بات کی اہلیت رکھتے ہیں کہ صحیح زبان سکھا سکیں یہ ایک الگ بحث ہے۔ اس کا میں ایک دفعہ پہلے بھی جواب دے چکا ہوں کہ میں نے کوشش بہت کی تھی کہ ایسے لوگ آئیں اور جو میں جس رنگ میں سمجھانا چاہتا ہوں سمجھا دیں اور تقریباً ایک سال ضائع کرنے کے بعد پھر مجبور ہوا تھا مگر یہ ایک الگ بحث ہے۔

> اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کے لئے محمد رسول اللہ کو چنا اور دوسری تعلیمات سے بے بہرہ رکھا اس لئے کہ وہ تمام تر تعلیمات خدا نے خود دینی تھیں

میں نے جوان کو سمجھانا تھا جو اس مضمون سے تعلق رکھنے والی بات ہے وہ یہ ہے کہ بسا اوقات محبت کی وجہ سے تعلیم کا رشتہ قائم ہوتا ہے اور اگر محبت نہ ہو تو وہ تعلیم کا رشتہ قائم ہی نہیں ہوتا اس مضمون کو آپ لوگ نہیں سمجھتے۔ اگر میں خود اس مضمون کو نہ اٹھاتا تو وہ بچے جو ایک دوسرے سے مقابلے کر کر کے پہنچ رہے ہیں یہاں تک کہ چھت پر جگہ باقی نہیں رہی وہ کبھی بھی نہ آتے۔ اور یہ مضمون سب سے زیادہ اللہ سمجھتا ہے۔ اس لئے حضرت محمدؐ رسول اللہ کی سب سے زیادہ محبت ہمارے دل میں پیدا کر دی۔ کیونکہ معلم کا متعلّم سے جب تک محبت کا رشتہ نہ ہو حقیقت میں صحیح تعلیم ہو ہی نہیں سکتی۔ تو وہ ایک طرف کمزوریاں رہ گئی ہونگی اور رہتی ہیں۔ میں جانتا ہوں اور مانتا بھی ہوں ساتھ ساتھ کہ مجھ اس کا یہ بھی نہیں پتہ کہ یہ مذکر ہے یا مؤنث ہے، دیکھیں گے پھر بتائیں گے اور کئی غلطیاں رہ جاتی ہونگی۔ مگر اس کے مقابل پر فوائد اتنے ہیں کہ ان فوائد کو میں نظر انداز نہیں کر سکتا۔ جہاں تک حرکتوں کا تعلق ہے آپ کے نزدیک یا کسی کے نزدیک وہ وقار کے خلاف ہوں مگر میرے نزدیک تو اگر وقار کا مسئلہ لیا جائے تو اللہ کا ہر دنیا کی مخلوق سے تعلق ٹوٹ جائے اور اس کی زبان میں بات ہی نہ کرے مگر اپنے گھر میں آپ کرتے ہیں۔ بادشاہ اپنے بچوں سے ایسی باتیں کرتے ہیں اگر وہ وقار کے خلاف ہیں تو کیا فرق پڑتا ہے فطرت کے تو مطابق ہے۔ اور جو شخص وقار کے خیال سے اپنی فطرت کو مسخ کرتا ہے وہ مصنوعی وجود ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے عظیم مرتبے کے باوجود فرماتے ہیں ”وما انا من المتکلفین“ جو کچھ بھی ہو میں متکلّف نہیں ہوں، جو کچھ میں ہوں جیسا ہوں تمہارے سامنے ہوں۔ پھر ان حرکتوں سے کچھ میرے نقائص بھی تو سامنے آتے ہونگے جس میں میں خوش ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صرف خطبوں کے ذریعے تعارف ہو تو لوگ پتہ نہیں مجھے کیا سمجھ بیٹھیں کیونکہ خطبے میں قرآن کی باتیں، احادیث کی باتیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی باتیں اور ایسے عظیم مضمون ہو رہے ہوتے ہیں کہ مجھے وہ کچھ کا کچھ بنا بیٹھیں۔ میں چوغے اتار کے بھی ان کے سامنے آتا ہوں جس طرح اپنے گھر میں کپڑے کوٹ اتار کے صرف سادہ لباس میں انسان اپنے گھر میں بیٹھ جاتا ہے اس کو وہ اس نظر سے بھی دیکھتے ہیں جو محض انسانی اور بشری نظر ہے۔ تو ان سب امور کے فوائد ہیں اور یہ واقعہ ہے بہر حال کہ کثرت سے ایسے لوگ ہیں جو دنیا کے کونے کونے سے محض اس لئے ان کلاسوں کے وقت اپنے ٹیلی ویژن آن کر لیتے ہیں کہ خلیفہ وقت سے ایک احمدی کا ایسا محبت کا رشتہ ہے کہ جو کچھ بھی کہے وہ دیکھنا چاہتا ہے وہ کیا کر رہا ہے بلکہ نہ بھی سمجھے تو بیٹھا رہتا ہے بسا اوقات۔ اس عورت کی بات نہیں بتائی تھی وہ کہتی تھی کہ کسی نے پوچھا کہ تم تو ”بولی“ ہو یعنی کانوں سے بہری ہو۔ کچھ سمجھ نہیں آئی کیا کرتی رہی وہاں بیٹھ کے۔ اس نے کہا ”ڈِٹھیا بڑا اے“ سنا تو کچھ نہیں پر دیکھا بڑا ہے۔ تو محبت کی باتوں میں وہ دلائل کام نہیں آتے کہ یہ سند یافتہ ہے کہ نہیں ہے۔ اور جہاں تک سند یافتہ ہونے کا تعلق ہے یہی تو مضمون چل رہا ہے اس وقت کہ بسا اوقات ایک شخص سند یافتہ نہ بھی ہو، وہ براہ راست خدا سے سیر یافتہ ہو یا وہ سیراب ہو رہا ہو بعض معنوں میں تو اس کی تعلیم اور ایک سند یافتہ کی تعلیم میں ایک فرق ضرور ہوتا ہے۔ وہ دل کی گہرائی میں اتر کے تعلیم دیتا ہے، وہ فطرت کے قریب رہ کر دیتا ہے، کوئی تصنع نہیں۔ اور اس پہلو سے خواہ اردو زبان کا معیار ہو نہ ہو تعلیم کی

M.A. AMINI TEXTILES

SPECIALISTS IN: FABRIC PRINTING, PRINTED 90" COTTON & CRIMPLENE, QUILT & BED SETTEE COVERS, PRAYER MATS, BEDDINGS ETC., ETC.

PROVIDENCE MILL, 108 HARRIS STREET, BRADFORD BD1 5JA

TEL: 01274-391 832 MOBILE: 0836 799 469

81/83 ROUNDHAY ROAD LEEDS, LS8 5AQ

روح اس میں ضرور موجود رہتی ہے۔ اور یہ میں نے اس لئے جاری کیا ہے بتا چکا ہوں کہ تاکہ سب دوسروں کے لئے نمونہ ہو۔ اور کثرت سے جو احمدی اس وقت زبانوں کی تعلیم کے ویڈیوز تیار کر رہے ہیں اپنی اپنی زبان کی، ان سے میں نے کہا ہے وہ دیکھا کریں کہ میں کس طرح کرتا ہوں سو فیصدی اس کی نقل نہیں اتارنی مگر عمومی انداز ویسا ہی ہو تاکہ جب کوئی جرمن سیکھ رہا ہو تو اس کو اسی بے تکلف انداز سے جرمن سکھائی جائے جس طرح میں کوشش کرتا ہوں کہ اردو سکھائی جائے۔ اسی طرح دوسری زبانیں ہیں تو ان کو بھی ضرورت ہے کہ وہ مجھے دیکھ دیکھ کر اس انداز کو اختیار کریں جو میں نے بتایا تھا کہ فطرت کا انداز ہے جس پر مائیں بچوں کو سکھاتی ہیں۔ اور مائیں بچوں کو جب سکھاتی ہیں تو اس سے پہلے ان کو کوئی علم نہیں ہوتا، کسی سکول کی تربیت یافتہ نہیں ہوتیں۔ دنیا جہان کی مائیں خواہ کسی زبان سے تعلق رکھتی ہوں، کسی قوم سے تعلق رکھتی ہوں، وحشی قبائل سے تعلق رکھتی ہوں، وہ بھی سکھا دیتی ہیں بلکہ جانور مائیں بھی سکھاتی ہیں اپنے بچوں کو۔ کیوں اس کا فطری تعلیم سے تعلق ہے۔ تو میں نے جو زبانوں کا مضمون شروع کیا تھا اس نقطہ نگاہ سے کیا تھا کہ خدا نے جو مضمون ماؤں کے ذریعے ہمیں سکھایا ہے ہم اسے اپنا لیں اور مائیں بھی پھر منہ بھی ٹیڑھے کرتی ہیں ان کو ہنسانے کے لئے عجیب عجیب شکلیں بھی بناتی ہیں تو اگر کوئی سمجھتا ہے وقار کے خلاف ہے مجھے کوئی بھی پرواہ نہیں۔ میرا وقار ہے ہی کچھ نہیں۔ میرا وقار اگر ہے تو صرف سچا ہونے میں ہے۔ جس حد تک میں سچا رہ سکتا ہوں اسی حد تک میرا وقار ہے، اس سے آگے نہیں ہے۔ اور یہ مجبوریاں ہیں اور اس وجہ سے فوائد بھی ہو رہے ہیں مگر میں کوئی دفاع نہیں کر رہا۔ اس مضمون سے میرا ذہن اس طرف چلا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کے لئے محمدؐ رسول اللہ کو چنا اور دوسری تعلیمات سے بے بہرہ رکھا اس لئے کہ وہ تمام تر تعلیمات خدا نے خود دینی تھیں اور یہ واقعہ جہاں تک میری نظر ہے کسی اور نبی کے ساتھ ظہور میں نہیں آیا۔

> **آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مستقیم نہ ہوتے اور استقامت کا یہ مرتبہ آپؐ کو حاصل نہ ہوتا کہ ہر دوسرے کی معاندانہ کوشش کے باوجود اپنی حالت مستقیمہ پر قائم رہتے، اس کی حفاظت کرنا جانتے تو امت مستقیم کہلا ہی نہیں سکتی تھی**

اس لئے امی لقب ہونا آپؐ کا، آپؐ کی منفرد صفت ہے۔ اور اس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس چھوٹے سے فقرے میں اشارہ فرما رہے ہیں کہ آپ کا وجود مبارک جو شجرہ طیبہ کی اعلیٰ ترین مثال تھا سب سے اونچی مثال تھا، وہ محض اللہ کے پانی سے سیراب یافتہ ہوا۔ کوئی دنیاوی علوم اس کی عقل کو چمکانے پہ اثر انداز نہیں ہوئے۔ تمام دنیاوی علوم سے بے بہرہ رہا یہاں تک کہ لکھنا پڑھنا بھی نہیں آیا اور خدا نے اسے سب دنیا کا معلم بنا دیا۔ پس تعلیم دینا بھی خدا ہی عطا کرتا ہے اور تعلیم حاصل کرنا بھی اسی کو نصیب ہوتا ہے جس کی فطرت میں خدا نے تعلیم حاصل کرنے کی صلاحیت رکھ دی ہو۔ پس کلیۃً انحصار اللہ کے فضلوں پر ہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اب دیکھیں "انہی اعتدالات کے مناسب حال ظہور میں آیا" جو خدا نے صفات رکھ دی تھیں ان کے عین مطابق وحی نازل ہوئی ہے اور چونکہ صفات ایسی تھیں جو عالمی نوعیت کی تھیں اس لئے وحی عالمی ہو گئی اور دوسرے انبیاء اس کے مستحق ہی نہیں تھے کہ ان پر ویسی ہی وحی کی جاتی جیسے محمدؐ رسول اللہ پر فرمائی گئی۔

اب اس کی تفصیل میں بعض انبیاء کے مزاج کے فرق آپ بیان فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں "جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تھا توریت میں بھی موسوی فطرت کے مطابق ایک جلالی شریعت نازل ہوئی"۔ وہ حضرت موسیٰؑ کے مزاج کے عین مطابق ہے۔ حضرت موسیٰؑ جس طرح کلام کیا کرتے تھے جو خاص ان کی ادائیں ہیں جو دل نشین بھی ہیں اور جلال کا پہلو بھی رکھتی ہیں اللہ تعالیٰ آپ سے ویسے ہی کلام فرماتا رہا۔ "حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں حلم اور نرمی تھی"۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "سو انجیل کی تعلیم بھی حلم ہے اور نرمی پر مشتمل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقع تھا" وضع استقامت صراط مستقیم جسے ہم کہتے ہیں وہ لفظ مستقیم لفظ استقامت ہی سے نکلا ہے۔ استقامت کے بہت سے معانی ہیں یہاں ان معنوں میں استعمال فرمایا گیا ہے کہ وہ عین مرکز میں واقع ہو۔ نہ اس طرف اس کا جھکاؤ ہو، نہ اس طرف جھکاؤ ہو۔ اور جو مرکز میں واقع ہو وہی قرار پکڑتی ہے جو مرکز میں واقع نہ ہو وہ چیز قرار نہیں پکڑتی۔ Equilibrium کا اصول ہے، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں بیان فرما رہے ہیں۔ ہر وہ چیز جو عین اس جگہ واقع نہ ہو جو اس کے اوپر اثر انداز طاقتوں کے درمیان کا محل ہے وہ ہر وقت مائل بہ تبدل رہے گی۔ ایک پیالی کو بھی آپ اٹھا کے ذرا سا یوں ٹیڑھا کر کے رکھیں جب تک آپ سہارا دئے رکھیں گے وہ اس حالت پر رہے گی مگر اس کا مزاج یہ ہو گا کہ میں ہر وقت واپس لوٹوں اس حالت پر لوٹ جاؤں جہاں مجھے قرار نصیب ہے۔ تو اگر ایک شخص کی فطرت بعینہ ان طاقتوں کے مرکز پر واقع ہو جو اللہ تعالیٰ نے انسان کی تقویم کی خاطر پیدا فرمائی ہیں تو اس کی کشش اس کو اسی مقام پر ٹھہرائے رکھے گی اور اس سے استقامت پیدا ہوتی ہے۔ پس کسی ایک مقام پر قرار پکڑ جانا اور قائم رہنا یہ استقامت ہے اور اگر اس کے ساتھ شعور پیدا ہو جائے تو اس استقامت کو بدلنے والی طاقتوں کے مقابلے کی بھی طاقت اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔

تو استقامت دو قسم کی ہے ایک طبعی یعنی جیسا کہ ایک چیز Equilibrium کی حالت میں ہے، وہ ایسی جگہ پڑی ہوئی ہے کہ اس پر کوئی قوت اثر انداز نہیں ہے وہ وہیں ٹھہری رہے گی۔ دوسری ہے اسے ہلانے کی کوشش کی جائے، اس کی جگہ بدلنے کی کوشش کی جائے۔ اگر وہ بے جان چیز ہے تو طبعی حالت کے طور پر جو وزن اسے عطا ہوا ہے صرف اسی حد تک وہ دفاع کر سکتی ہے اس سے زیادہ نہیں۔ مگر اگر جاندار ہے تو وہ اپنا دفاع جانتا ہے۔ ایک بچے کو بھی اگر اس کی مرضی کے خلاف اٹھانے کی کوشش کریں اور وہ اس کی حالت مستقیمہ ہے جہاں مزے سے وہ بیٹھا ہوا ہے تو وہ آگے سے مارے گا، ہاتھ پاؤں جھٹکے گا بعض دفعہ آپ زور کریں گے تو آپ کو ٹانگیں بھی مارے گا۔ لیکن اگر اس میں طاقت نہ ہو تو زبردستی اس کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حالت مستقیمہ فطرت کے اعتدال پر واقع تھی اور ذاتی مزاج میں بھی جب کہ دوسرے انبیاء کے مزاج میں بعض ایک طرف کے رجحان شامل تھے آپ کے مزاج میں اعتدال تھا اس لئے خلق میں نرمی بھی تھی، خلق میں برمحل سختی بھی تھی اور اس کا توازن ایسا تھا کہ اس سے آپ از خود ہٹ ہی نہیں سکتے تھے۔

اس پر مستزاد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار آپ کو متنبہ فرمادیا کہ لوگ تجھے ہٹانے کی کوشش کریں گے اور تو نے پوری قوت سے اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ فرمایا اگر ایک ذرہ بھی تو اس راہ سے ہٹ گیا جس پر تو گامزن ہے اور اللہ کے فضل کے ساتھ گامزن ہے تو پھر تو کہیں کا بھی نہیں رہے گا۔ اب یہ عجیب بات ہے۔ بظاہر لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سختی کر دی ہے۔ ہم سے تو بے شمار غلطیاں ہو جاتی ہیں محمدؐ رسول اللہ کے متعلق فرمایا ایک ذرہ بھی ایک قدم ایک طرف ہوا تو یہ نہیں فرمایا کہ اس کے مطابق سزا ہو گی فرمایا تو کہیں کا بھی نہیں رہے گا، اکھڑ جائے گا، تو گیا۔ یہ دراصل مضمون حالت مستقیمہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک چیز کو آپ ہٹانا شروع کریں ایک طرف ایک مقام ایسا آئے گا کہ ایک ذرہ بھی ادھر ہوا تو وہ گر کے اپنے وجود کو ضائع کر دے گا۔ تو ایک لغزش چھوٹی سی شروع ہوتی ہے اگر حالت مستقیمہ سے تعلق رکھتی ہو تو پھر اس حالت پر نہ صرف یہ کہ قرار نہیں رہ سکتا بلکہ اس سے گر کر وہ پھر تنزل کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور گرتا چلا جاتا ہے۔

پس انبیاء کو جو خدا تعالیٰ حالت مستقیمہ عطا فرماتا ہے، جس تعلیم پر ان کا اعتدال ٹھہراتا ہے اس سے ایک ذرہ بھی اگر وہ حرکت کر کے الگ ہوں تو ان کے گرنے اور تنزل کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ یہ مراد ہے کہ تو نے ہر حالت میں ہر مد مقابل کی کوششوں کو رد کرتے ہوئے، ہر دشمن کی تمام تر جدوجہد جو تیرے پیغام اور مسلک سے تجھے ہٹانے کی کی جائے گی کلیۃً رد کرتے ہوئے اس حالت کو قائم رکھنا ہے، چمٹے رہنا ہے اس سے ذرا انحراف نہیں کرنا اور اسی سے امت مستقیم ہو گی۔ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مستقیم نہ ہوتے اور استقامت کا یہ مرتبہ آپ کو حاصل نہ ہوتا کہ ہر دوسرے کی معاندانہ کوشش کے باوجود اپنی حالت مستقیمہ پر قائم رہتے، اس کی حفاظت کرنا جانتے تو امت مستقیمہ کہلا ہی نہیں سکتی تھی۔

پس یہ صراط مستقیم محمدؐ رسول اللہ کی فیض یافتہ ہے۔ آپؐ نے صراط مستقیم پر قدم رکھا ہے تو پھر ہمیں توفیق ملی ہے ورنہ اس کا کوئی وجود ہی ہمارے لئے نہ ہوتا۔ تبھی اللہ تعالیٰ نے "انعمت" کہہ کر فرمایا کہ اس صراط کو کہیں اپنی کمائی نہ سمجھ بیٹھنا۔ تم یہ دعا مانگو کہ جن پر خدا نے انعام کیا تھا انہوں نے جو راہ بنائی ہے یعنی ان کے قدموں کے نشان سے جو راہ تمہاری رہنمائی کر رہی ہے ان کے پیچھے چلو گے تو مستقیمہ حالت میں رہو گے۔ جب ان کے قدموں سے انحراف کیا تمہاری حالت مستقیمہ ختم ہو جائے گی۔

اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں اعتدالات کا نام، ان کے صفات کے مناسب ظہور کا نام، صفت محمدیہ ہے۔ جسے آپ صفت مستقیمہ بھی قرار دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں "مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقع تھا"۔ آپ کا مزاج ہی وہاں تھا جہاں الٰہی تعلیمات انسان کو لے جانا چاہتی تھیں۔ اور از خود فطرتاً وہاں تھے۔ یعنی اپنی طبیعت پر زور ڈال کر اس کے مخالف چل کر آپ نے الٰہی تعلیمات سے اخلاق نہیں سیکھے بلکہ آپ کی فطرت سے وہی اخلاق پھوٹ رہے تھے جو انسان کو سکھانا خدا کا مقصود تھا۔ اور اس لئے تھا کہ فطرت صافی چشمہ صافی سے پروردہ تھی اس لئے آپ کو زور لگا کر سچ نہیں بولنا پڑا اور اس سے بھی حالت مستقیمہ پر ایک روشنی

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TEL: 01276-20916 FAX: 01276-678 740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

پڑتی ہے۔ ایک شخص جس کو سچ سے طبعی تعلق نہ ہو جھوٹ بولنے کا مادہ رکھتا ہو وہ جب سچ بولتا ہے تو زور لگا کر اس کی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ اور اگر مقابل کا تقاضا بڑھ جائے تو وہ زور کام نہیں آتا اور انسان سچائی کے تقاضوں کو جھوٹ کی قربان گاہ پر نثار کر دیتا ہے۔ یہ خطرہ اس کو لاحق رہتا ہے۔ پس جسے خطرہ لاحق رہے اس کے متعلق یہ بھی تو احتمال ہے کہ کہیں وہ ٹھوکر کھا جائے گا۔

پس فطرت محمدیہ کو اندرونی کوئی بھی خطرہ نہیں تھا، کوئی بھی مزاج کا خطرہ نہیں تھا۔ اتنی مستحکم تھی ان صفات حسنہ پر کہ مزاج کا خطرہ نہیں تھا۔ جہاں مزاج کی طرف سے خطرہ نہیں تھا بیرونی خطرے تھے، ان کے متعلق ایک تو اللہ تعالیٰ نے نصیحت فرمائی کہ خوب ہوشیار ہو کر بیدار نظر کے ساتھ دیکھو کہ کوئی تجھے اپنے مسلک سے ہٹا تو نہیں رہا اور نہیں ہٹنا اور پھر "واللہ یعصمک من الناس" اس میں یہ مضمون بھی ہے۔ صرف بدنی حفاظت نہیں ہے۔ فرمایا فکر نہ کر تو عزم لے کر اٹھ کھڑا ہو اللہ وعدہ کرتا ہے کہ تجھے دشمنوں کی کوششوں سے بچاتا رہے گا اور اپنی حفاظت میں رکھے گا۔ پس یہ ہے وہ شریعت جو آنحضرتؐ کی وضع استقامت پر واقع ہونے سے تعلق رکھتی ہے اس کے مناسب حال وحی ہونی چاہئے تھی۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فصیح و بلیغ نہ رہتا کیونکہ محل کا تقاضا اور ہوتا اور خدا کچھ اس سے اور معاملہ کرتا جو اس کے عدل کے بھی خلاف تھا۔ اور خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ایک فصاحت و بلاغت کی جلاء ہے جس سے دنیا کی فصاحت و بلاغت فیض پاتی ہے اس کے خلاف ہوتا اگر وحی اس کے عین مطابق نہ ہوتی۔

پس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقع کی ملحوظ طبیعت مبارک تھی سو قرآن شریف بھی اسی طرز موزوں و معتدل پر نازل ہوا کہ جامع رشد و رحمت و ہیبت و شفقت و نرمی و درشتی ہے۔ سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ چراغ وحی فرقان اس شجرہ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ایک پہلو سے سراج قرار دے دیا کہ دنیا میں ساری کائنات میں اب کوئی شخص روشن نہیں ہو گا جب تک اس سورج سے فیض یافتہ نہ ہو

اب یہ جو فرمایا گیا ہے کہ اس سے روشن ہوا ہے تو بتا رہے ہیں کہ یہ مطلب نہیں ہے، حضرت مسیح موعودؑ ہمیں یہ سمجھا رہے ہیں کہ یہ مطلب نہیں ہے کہ وحی الٰہی از خود محمدؐ رسول اللہ سے پھوٹی ہے۔ فرمایا اول تو وہ تیل فیض یافتہ ہے اس پانی کا جو عقل کل کا پانی تھا جس سے وہ سیراب ہوا۔ دوسرے یہ کہ یہ مطلب نہیں ہے کہ اس تیل سے پھوٹی ہے مطلب ہے کہ یہ تیل اس بات کا متقاضی تھا کہ عین اس کی شان کے مطابق وحی نازل ہو گویا اس تیل سے وہ ظاہر ہوئی۔ یہ گویا کے معنے ہیں جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام توجہ دلاتے ہیں۔ "اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ چراغ وحی فرقان اس شجرہ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے کہ نہ شرقی ہے نہ غربی ہے یعنی طینت معتدلہ محمدیہ کے موافق نازل ہوا ہے"۔ یہ مطلب ہے اس تیل سے اس نور کے پھوٹنے کا۔

"جس میں نہ مزاج موسوی کی طرح درشتی ہے نہ مزاج عیسوی کی مانند نرمی۔ بلکہ درشتی اور نرمی اور قہر اور لطف کا جامع ہے اور مظہر کمال اعتدال اور جامع بین الجلال و الجمال ہے"۔

یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تیل جو روشن ہوا ہے آگے جو مضمون بیان ہوا ہے اس کا تعلق اس آیت کے اس حصے سے ہے کہ "لولم تمسسہ نار" یعنی یہ نور، یہ تیل تو ایسا شفاف تھا کہ از خود روشن ہو کر بھڑک اٹھنے پر تیار بیٹھا تھا۔ اگر آسمان سے شعلہ نور نہ بھی نازل ہوتا تو یہ تیار تھا۔ پس جب شعلہ نور نازل ہوا تو نور علیٰ نور یہ فطری صفات اس نور سے چمک اٹھیں اور جس طرح لیزر Phenome-non ہوتا ہے کہ ایک لہر کے مطابق دوسری لہر باہر سے آتی ہے تو کئی گنا اس کے اندر جلاء پیدا ہو جاتی ہے اور طاقت بڑھ جاتی ہے اور اگر بعینہ اس کے مطابق نہ ہو تو مخالف جو امواج ہیں یعنی Waves وہ آپس میں ایک دوسرے سے ٹکرا کر یعنی مخالف امواج اور کسی معاملے کے موافق امواج ساری طاقت کو کم کر دیتی ہیں اور بعض دفعہ کلیۃً زائل بھی کر دیتی ہیں۔

اور اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص جس کو سچی خوابیں بھی آتی ہیں اگر اس کا نور فطرت پوری طرح روشن نہ ہو تو بعض دفعہ وہ خوابیں اس کو بچانے کے بجائے اس کی ہلاکت کا موجب بھی بن جاتی ہیں۔ اس کے اندر نفسانیت کا اندھیرا ہوتا ہے۔ ان خوابوں کے ذریعے وہ بجائے اس کے کہ اور زیادہ عجز اختیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے وحی کے نزول کے آغاز میں عجز کا مظاہرہ فرمایا اور تمام تر زندگی کے سفر میں عاجز بندے بنے رہے وہ اس نور کی وجہ سے تھے جو آپ کی ذات میں تھا۔ اور اس نور میں اعتدال تھا۔ یہاں اعتدال کے معنے یہ ہیں کہ اللہ کے مقابل پر اپنی حیثیت کو ایک لمحہ بھی نظر انداز نہیں فرمایا اور اس کے مقابل پر اس کی عظمت کو دیکھ کر اپنا انتہائی بے بس اور خالی ہاتھ ہونا، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ساری زندگی میں آپ کے ہر فعل پر اثر انداز ہوا ہے۔ کامل عجز جس کے نتیجے میں خدا کے نور کو یہ موقع ملا کہ جہاں آپ نے اپنے آپ کو مٹایا وہاں اس نور نے جگہ لے لی اور سارا سینہ اللہ کے نور کے لئے خالی کر دیا۔ اپنا نور اس میں باقی نہیں رکھا۔ یہ بھی ایک نور بصیرت ہے، نور فطرت جو تقاضا کرتا ہے کہ وہ عجز دکھائے تو آسمان سے نور اس پر اترے اور اس کی کمی کو پورا کرے۔ اور جو کمزور ہوتے ہیں ان کے اندر چونکہ نور نہیں ہوتا اس لئے اگر نور نازل بھی ہو تو بسا اوقات نور اندھیرے پیدا کر کے چلا جاتا ہے اور ان کو فائدہ نہیں دیتا۔ اب یہ بھی کوئی پوچھ سکتا ہے نور سے اندھیرے کیسے پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہم ایسی مثالیں دیتے ہیں جو بعض لوگوں کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں، بعض لوگوں کی بیماریوں کو اور بڑھا دیتی ہیں۔ تو نور تو دراصل حقائق کی اصل تصویر کو ظاہر کرتا ہے۔ پس وہ نازل ہونے والا نور جو ان لوگوں پر اترتا ہے یا ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ یہ اس طرح کا نور نہیں ہے جو مہبط ہوا ہے انعام کے طور پر۔ یہاں نور سے مراد یہ ہے کہ ان کی حقیقت ظاہر کرنے والا نور ہے۔ قرآن کریم کی وحی نازل ہوتی ہے بعضوں کے اوپر ابتلاء لے آتی ہے "فزادھم اللہ مرضاً" وہ مرض میں بڑھنے لگ جاتے ہیں اور بعضوں کی پاک صفات کو اس طرح اجاگر کرتی ہے کہ جو لوگوں کی نظر سے غائب تھیں ان کو بھی دکھائی دینے لگتی ہیں اور ان کو مزید روشنی عطا کر دیتی ہے۔

دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نور فرما دیا یہ بتانے کے لئے کہ اللہ کے تعلق سے آپ نور ہیں اور بنی نوع انسان کے تعلق سے سراج ہیں

پس یہ نور علیٰ نور کا جو منظر قرآن کریم نے کھینچا ہے اس سے یہ مراد نہیں ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مضمون کھولا ہے کہ اللہ کی وحی کے بغیر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس کی محتاجی کے بغیر ہی سارے عالم کی ہدایت کا سامان کرتے، یہ مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس آخری مرتبہ کمال تک پہنچ چکا تھا گویا وہ بھڑک اٹھنے کے لئے خود تیار ہے اور دوسرا معنی اس کا یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر، میں ایک فرض محال کے طور پر بات کر رہا ہوں یہ تو ہو نہیں سکتا تھا کہ آپ پر وحی نازل نہ ہوتی مگر نہ بھی نازل ہوتی تو دنیا کی جس موضوع پر بھی سیادت فرماتے، جس انسانی دلچسپی کے دائرے میں بھی آپ قیادت ہاتھ میں لیتے وہ بالکل صاف اور پاک اور شفاف قیادت ہوتی۔ یہی مضمون ہے جو غیر شعوری طور پر کارلائل سمجھ گیا۔ یعنی قرآن کریم کی ان باتوں پر تو اس کی نظر نہیں تھی مگر اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور کو اس طرح چمکتے دیکھا کہ یہ راز وہ سمجھ گیا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جہاں بھی جاتا وہاں بھی اسی طرح چمک اٹھتا جس طرح مذہب میں چمکا ہے۔ پس Hero and Hero Worship اس کی کتاب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ایک ایسے ہیرو کے طور پر پیش کیا گیا ہے کہ اگر وہ جرنیل ہوتا تو دنیا میں جرنیلوں میں کوئی ایسا نہیں تھا جو اس کا مقابلہ کر سکتا۔ اگر وہ سیاست دان بن کر اٹھتا تو دنیا کے تمام سیاست دانوں کو مات کر دیتا۔ اگر وہ طبیب بن کر اٹھتا تو تمام دنیا کے طبیبوں کو اس کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرنے پڑتے، وہ اس سے سیکھتے۔ ان الفاظ میں تو نہیں مگر بالکل اسی مضمون کو کارلائل نے حضرت محمد رسول اللہؐ کے ضمن میں اٹھایا ہے اور کہا ہے یہ چونکہ مذہب کی دنیا میں نکلا ہے اس لئے تمام دوسرے انبیاء سے آگے بڑھ گیا اور ان کا سردار ہو گیا کیونکہ اس کی فطرت میں سرداری تھی یہ بغیر سردار بنے رہ ہی نہیں سکتا تھا۔

یہ وہ مضمون ہے جس کو قرآن کریم فرماتا ہے کہ اگر آسمان سے شعلہ نور نہ بھی نازل ہوتا تو اپنے دنیا کے تمام تعلقات میں اس نے نور ہی رہنا تھا اور سیادت کے لئے کامل ہو چکا تھا۔ پس اب اگر یہ امر محال ہے پھر میں بتا رہا ہوں، کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر یہ وحی نازل نہ ہوتی تو دنیاوی امور میں عرب کی جیسی سیادت آپ فرما سکتے تھے اس کی دنیا کی سیادتوں میں کوئی دوسری مثال نہ ہوتی مگر آپ نے تو اپنے آپ کو کلیۃً خدا کے تابع فرما دیا تھا۔ اپنی صلاحیتوں کو اس کے حضور پیش کر دیا تھا اس لئے آپ پر وہ شعلہ نور اترا ہے جس نے آپ کو نور علیٰ نور کر دیا۔

اس کی دوسری توجیہہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں فرماتے ہیں کہ دراصل کوئی بھی نور جو

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائینوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

آسمان سے اترتا ہے جب تک اندرونی نور موجود نہ ہو اس نور سے کوئی تعلق قائم بھی نہیں کر سکتا اور فائدہ بھی نہیں اٹھا سکتا۔ آپ نے فرمایا روشنی ہے۔ اب دیواریں تو روشنی کو نہیں دیکھ سکتیں۔ وہ جانور جو اندھے ہوں یا انسان جو اندھے ہوں لاکھ روشنی ہو وہ اس سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ ارتعاش پایا جاتا ہے ساری کائنات میں جس کو ہم مکمل خاموشی کہتے ہیں اس کا کوئی وجود نہیں مگر اس ارتعاش کو سننے کے کان ہوں تو سنتے ہیں۔ اور اسی طرح چکھنے کے لئے اندرونی نور موجود ہو تو انسان چکھتا ہے، خوشبو کے لئے اندرونی نور موجود ہو تو سونگھتا ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو کچھ بھی پتہ نہیں لگتا یہ خوشبو ہے کہ بدبو ہے۔ میں تو ہومیو پیتھک علاج کرتا ہوں میرے سامنے تو بارہا ایسے آتے ہیں کہ جی کھانے کا مزہ اٹھ گیا، کچھ نہیں۔ جو مرضی کھائیں وہ لگتا ہے مٹی کھا رہے ہیں۔ جب خوشبو ہی نہیں آتی تو ہم کیا کریں۔ نہ بدبو نہ خوشبو۔ تو ایک چھوٹی سی خدا کی رحمانیت کی صفت کا جلوہ اٹھتا ہے تو انسان کیسی بے کار چیز رہ جاتا ہے، مٹی کا مٹی رہ جاتا ہے۔

جس نے بھی یہ نور پانا ہے یعنی نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وہ آج محتاج ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھ سے محمدؐ کا نور دیکھے

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وہ اندرونی نور اس شان کے عطا ہوئے تھے کہ گویا از خود دیکھنے پر تیار بیٹھے تھے۔ ان پر جب آسمان سے نور اترا ہے تو نور علیٰ نور، سبحان اللہ کیسا نور اٹھا ہے کہ ساری دنیا کو منور کر جاتا ہے۔ اور ہر صفت نور کے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سے بڑھ کر چمکے ہیں۔ یہاں تک تو قرآن کریم ایک پہلو سے آپ کو سراجاً منیراً کہہ دیتا ہے۔ گویا کہ ہر وہ شخص جو نور پاتا ہے محمدؐ رسول اللہ کے نور سے فیض یافتہ ہے اور جو اس سراج سے نور یافتہ نہیں وہ اندھیرا ہے۔ اور دوسرے مقام پر جیسا کہ اس مقام پر ہے آپ کو نور قرار دے رہا ہے۔ تو یہ بھی ایک مسئلہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ اگر آپ "سراجاً منیراً" ہے تو سراج اور نور میں تو فرق ہے۔ سراج تو اس چراغ کو کہتے ہیں جو خود روشن ہو اور جب وہ کسی چیز پر پڑتا ہے جو روشن نہ ہو تو وہاں جو روشنی دکھائی دیتی ہے اس کو نور کہتے ہیں۔ اس لئے قرآن کریم نے سورج کو "ضیاء" قرار دیا اور چاند کو "نور"۔ ضیاء سراج سے تعلق رکھنے والی روشنی ہے جو اس کی ذات سے اٹھتی ہے اور نور اس روشنی کا نام ہے جو کسی پر پڑتی ہے تو اس کے پرتو سے وہ روشن ہو جاتی ہے۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ایک پہلو سے سراج قرار دے دیا کہ دنیا میں ساری کائنات میں اب کوئی شخص روشن نہیں ہو گا جب تک اس سورج سے فیض یافتہ نہ ہو۔ اور وہ نور یافتہ ہو گا وہ سراج نہیں بن سکتا۔ اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نور فرما دیا یہ بتانے کے لئے کہ اللہ کے تعلق سے آپ نور ہیں اور بنی نوع انسان کے تعلق سے سراج ہیں۔ جو کچھ آپ کی ذات میں جلوہ گر ہے وہ اللہ کا نور ہے اور اس وجہ سے آپ سراج بن کا اٹھے ہیں مگر سراج ہیں بنی نوع انسان کے لئے۔ پس یہ دو تعلق کے رخ الگ الگ ہونے کی وجہ سے یہ نام بدل گئے۔ تبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سراج کا لفظ کہیں نہیں آتا۔ نور کا ذکر ہی چلتا ہے صرف۔ اس لئے کہ محمدؐ رسول اللہ کا نور آپ کی ذات میں اس طرح چمکا ہے جیسے چودھویں کا چاند سورج سے چمک اٹھتا ہے اور اس کا ہر گوشہ روشن ہو جاتا ہے۔ پس اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ضیاء کا لفظ اور سراج کا لفظ استعمال کرنا غیر حقیقی بات ہے۔ جائز نہیں کہ آپ کو سراج کہا جائے کیونکہ آپ سراج نہیں تھے۔ آپ قمر تھے اور قمر کے لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس کو نور بنایا ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جن معنوں میں خدا کے حضور نور تھے، خدا تو نہیں تھے مگر اس کے نور کو منعکس کرنے والے تھے۔ انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، محمدؐ رسول اللہ تو نہیں مگر محمدؐ رسول اللہ کے نور کو منعکس کرنے والے وجود تھے اور اس دور میں اس کمال صفائی کے ساتھ کہ اپنے وجود کو مٹا کر کلیۃً محمدؐ رسول اللہ کے نور کے منعکس ہو گئے، حضرت مسیح موعودؑ کے سوا اور کوئی وجود نہیں ہے۔ پس جس نے بھی یہ نور پانا ہے یعنی نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وہ آج محتاج ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھ سے محمدؐ کا نور دیکھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے کان سے محمدؐ رسول اللہ کا کلام سنے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے احساسات کے ساتھ محمد رسول اللہ کے احساسات سے فیض یافتہ ہو۔ یہ جو وسیلہ ہے یہ وسیلہ دوری پیدا کرنے کے لئے نہیں بلکہ اتصال کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ورنہ محمد رسول اللہ کو خدا نے وسیلہ کیوں کر دیا۔ کیوں براہ راست ہر ایک سے تعلق نہ جوڑ لیا۔ کیا محمدؐ رسول اللہ کا وسیلہ ہونا بندے اور خدا کے درمیان ایک تیسرے کا دخل ہے۔ ہرگز نہیں ۔ وسیلہ کہتے ہیں جو اگر نہ ہو تو اس نور سے تعلق ہی نہ جڑ سکے۔ اور اگر تعلق خام ہے تو تام ہو جائے۔ تھوڑا ہے تو بڑھ جائے۔ پس چاند کی ضرورت اس وقت درپیش ہوتی ہے جب براہ راست سورج دکھائی نہ دے رہا ہو اور اس مماثلت کا یہاں اطلاق ہوتا ہے۔

یہ وہ دور آ گیا ہے جب کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اپنی پیش گوئیوں کے مطابق گویا زمین سے ایمان اٹھ کر ثریا پر چلا گیا۔ جب مکمل تاریکی چھا گئی اس وقت کوئی چہرہ ایسا ہونا چاہئے تھا جو دنیا کی اس سطح سے بلند ہو کر اپنے سورج کو دیکھے اور اس سے وہ نور پائے جو سب میں پھر تقسیم کر دے۔ یہ جو صفت ہے اپنی ذات کو مٹا کر اور دنیا کے ماحول سے بلند تر ہو کر ایک انفرادیت اختیار کرتے ہوئے وہ سورج دیکھنے لگے جو دنیا کو دکھائی نہ دے اور اس کی روشنی کو پھر کمال صفائی اور وفا کے ساتھ اس دنیا کو دے جو نور کے نہ ہونے کی وجہ سے اندھی ہو چکی ہو۔ اس کو اگر کوئی کہے کہ بیچ میں ڈالا جا رہا ہے تو اس سے بڑا بیوقوف کوئی نہیں ہو سکتا۔ اگر بیچ کی بات ہے تو محمدؐ رسول اللہ کو اپنے اور خدا کے درمیان سے نکال کے تو دیکھو تم کیسے کیسے اندھیروں میں بھٹک جاؤ گے۔ پس یہ شرک نہیں ہے، یہ توحید بلکہ خالص توحید بلکہ اعلیٰ درجے کی توحید کا مظہر مضمون ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں اور اس کا تعلق نور سے ہے۔ لیکن اس کے متعلق اور بھی باتیں ہیں جو انشاء اللہ پھر آئندہ خطبات میں پیش کروں گا۔

بقیہ :۔ قادیان دارالامان میں ۱۰۴۔ جلسہ سالانہ کا نہایت کامیاب و بابرکت انعقاد

گورو گرنتھ سے بھی اقتباسات پیش کر کے امن اور پیار اور محبت کے فروغ کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم تمام لوگوں کو مشترک اقدار کی طرف بلائیں۔

۲۸ دسمبر کو بھی جلسہ کے اختتامی اجلاس سے حضور ایدہ اللہ نے خطاب کرتے ہوئے دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں ہندوستان کی جماعتوں کو خصوصیت سے اور اس حوالہ سے دنیا بھر کی جماعتوں کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے بتایا کہ اس راہ میں مشکلات بھی ہیں جنکی خبر پہلے سے حضرت مسیح موعودؑ نے دیدی تھی لیکن صبر کرنے والوں کے لئے انجام کار فتح اور کامیابی مقدر ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے مختلف واقعات بھی پیش فرمائے۔ آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان میں اس پہلو سے بہت بیداری پائی جاتی ہے۔ صرف گزشتہ سال ہندوستان میں ۴۵ ہزار افراد جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے قادیان اور اس کے ماحول میں اور پنجاب میں بھی خصوصیت سے دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ہندوستان احمدیت کی آغوش میں آجائے تو وہ دنیا میں ایک عظیم مملکت بن کر ابھرے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے تمام حاضرین جلسہ کو عالمگیر جماعت احمدیہ کی طرف سے محبت بھرا سلام پہنچاتے ہوئے تحریک فرمائی کہ وہ ہم سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور ہم ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ آخر پر دعا کے ساتھ اختتامی اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینیجر)

عکس نما

(پروفیسر محمد ارشد چوہدری)

اشاعت اسلام اور تلوار

پاکستان کے ایک علامہ مدنی مدیر ماہنامہ محدث۔ ملا عبدالرحمان گیلانی کی زیر تسوید کتاب "اشاعت اسلام اور تلوار" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہمارے خیال میں یہ اعتراض (کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے) نہ عقلی اعتبار سے درست ہے اور نہ نقلی اعتبار سے۔ مزید برآں تاریخی واقعات بھی اس اعتراض کی تائید کی بجائے تردید کرتے ہیں..... نقلی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو یہ نظریہ، اسلام کی بنیادی تعلیم کے خلاف ہے...... عقلی اعتبار سے بھی یہ مفروضہ اس لئے غلط ہے کہ تلوار کے زور سے کسی سے کوئی بات منوائی نہیں جا سکتی۔ اور اگر بہ جبر و اکراہ کوئی شخص ایک بات مان بھی جائے تو اسے اس بات پر قائم نہیں رکھا جا سکتا"۔ (محدث اکتوبر ۱۹۹۵ء)

پھر فرماتے ہیں کہ یہ نظریہ اسلام کی بنیادی تعلیم کے خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید فرماتا ہے:

۱۔ لا اکراہ فی الدین (۲:۲۵۶)۔ دین میں کوئی جبر نہیں۔

۲۔ افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین (۱۰:۹۹)۔ کیا تم لوگوں پر زبردستی کرنا چاہتے ہو کہ وہ مومن ہو جائیں۔

۳۔ فمن شاء فلیومن۔ و من شاء فلیکفر (۱۷:۲۹)۔ جو شخص چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر رہے۔

۴۔ و ان احد من المشرکین استجارک اجرہ (۹:۶) اگر کوئی مشرک تم سے پناہ کا واستگار ہو تو اس کو پناہ دو"۔

(محدث اکتوبر ۱۹۹۵ء)

یہ سب کچھ لکھ چکنے کے بعد اور اسلام کی اس بے مثال تعلیم کا عقلی، نقلی، تاریخی اور واقعاتی دفاع کرنے کے بعد مدنی صاحب یکدم پینترا بدلتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دین دو قسم کا ہوتا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ امر بالمعروف میں جبر جائز نہیں۔ زبردستی ممنوع ہے۔ جو چاہے ایمان لائے، جو چاہے نہ لائے۔ اگر کوئی مشرک بھی پناہ کا طالب ہو تو اسے پناہ دی جائے۔

لیکن نہی عن المنکر میں جبر نہ صرف جائز ہے بلکہ لازم ہے۔ زبردستی لازمی ضرورت ہے۔ نہی عن المنکر پر ایمان یا کفر کی اجازت نہیں۔ تلوار سے مومن بنانے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ اور مشرکوں یا غیر مسلموں کو پناہ دینا حرام ہے۔ فرماتے ہیں:

"امر بالمعروف کا ماننا اور انکار کر دینا مخاطب کی مرضی پر منحصر ہے...... اس پر نہ جبر کیا جا سکتا ہے نہ تلوار سے ڈرایا دھمکایا جا سکتا ہے۔ لیکن جہاں تک نہی عن المنکر کا تعلق ہے تو یہ فریضہ قوت کے بغیر پورا ہو ہی نہیں سکتا"۔ (محدث اکتوبر ۱۹۹۵ء)

گویا ملا مدنی کے نزدیک دین دو قسم کا ہے۔ ایک کا نام دین امر بالمعروف ہے اور دوسرے کا نام دین نہی عن المنکر ہے۔ پہلی قسم کے دین میں جبر ممنوع ہے۔ جبکہ دوسری قسم کے دین میں جبر نہ صرف جائز ہے بلکہ انتہائی ضروری ہے۔ امر بالمعروف میں لا اکراہ فی الدین کے معنی ہیں کہ دین میں جبر جائز نہیں۔ جبکہ نہی عن المنکر میں لا اکراہ فی الدین کے معنی ہیں کہ دین میں جبر ضروری ہے۔ امر بالمعروف میں "افانت تکرہ الناس..... الخ" کے معنی ہیں کہ دین میں زبردستی منع ہے۔ نہی عن المنکر میں "افانت تکرہ الناس......" کے معنی ہیں کہ مومن بنانے کے لئے قوت کا استعمال لازمی ہے۔ امر بالمعروف میں "فمن شاء فلیومن......" کا مطلب ہے۔ جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کافر رہے۔ نہی عن المنکر میں "فمن شاء فلیومن ...." کا مطلب ہے کہ کافر کو بزور شمشیر مومن بناؤ۔ امر بالمعروف میں "و ان احد من المشرکین ...." کا مطلب ہے کہ مشرکوں کو بھی پناہ دو۔ لیکن نہی عن المنکر کے معاملے میں اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی غیر مسلم کو پناہ نہ دو۔

مزید تشریح کرتے ہوئے مدنی صاحب لکھتے ہیں:

"(اسلام) قانون کے نفاذ کے لئے قوت چاہتا ہے...... اسلام حرکت میں آئے گا اور تلوار ہاتھ میں لے کر اس کی اصلاح کرے گا۔ خواہ یہ علاقہ مشرکین کا ہو یا اہل کتاب کا۔ اور خواہ اس میں مسلمان ہی رہتے ہوں...... حضور کی مکی زندگی میں چونکہ اسلام کے پاس قوت نہیں تھی لہذا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں طرح کے کام زبانی تبلیغ سے سرانجام دئے جاتے رہے"۔

(محدث اکتوبر ۱۹۹۵ء)

مدنی صاحب کے خیال میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں تلوار اس لئے نہیں اٹھائی کہ آپؐ کے پاس قوت نہیں تھی۔ اسی لئے آپ صرف زبانی تبلیغ ہی کرتے رہے۔ مدینہ میں چونکہ آپ کے پاس قوت آ گئی تھی اس لئے آپ نے تلوار سے تبلیغ کی۔ افسوس کہ ان صاحب کو یہ بھی علم نہیں ہے کہ یہی وہ اعتراض ہے جس کا جواب تم دے رہے ہو۔ مستشرقین کا اسلام پر الزام ہی یہی ہے کہ جب تک اسلام کمزور تھا وہ امن پسند رہا، جب قوت آئی تلوار سے اسلام پھیلانا شروع کر دیا اور تمہی کہہ رہے ہو کہ یہ الزام درست ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بلکہ الزام کے حق میں دلائل گھڑ کر الزام کو تقویت پہنچا رہے ہو۔ پھر لکھا ہے:۔

"تلوار کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ بگڑی ہوئی طبیعتوں کو راہ راست پر لے آتی ہے۔ وہ ہدایت کے رستے کی رکاوٹوں کو دور کر دیتی ہے..... تبلیغ خواہ کتنی ہی دلنشین انداز میں ہو غیر مؤثر ہو کر رہ جاتی ہے۔ اگر تلوار کا اشاعت (اسلام) میں کچھ حصہ نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے ہجرت کرنے کی بھی ضرورت پیش نہ آتی"۔

(محدث اکتوبر ۱۹۹۵ء)

گویا خلاصہ اس مضمون کا یہ بنتا ہے کہ:

☆ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا لیکن اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔

☆ تلوار اصلاح نہیں کر سکتی لیکن تلوار ہی اصل اصلاح کرتی ہے۔

☆ تلوار مؤثر نہیں ہوتی لیکن تلوار کے بغیر تبلیغ غیر مؤثر ہوتی ہے۔

☆ اشاعت اسلام میں تلوار کا حصہ نہیں لیکن تلوار کا اشاعت اسلام میں حصہ نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت نہ فرماتے۔

☆ تلوار سے دین نہیں پھیل سکتا لیکن یہ تلوار ہی تھی جو بگڑی ہوئی طبیعتوں کو راہ راست پر لائی۔

قارئین آپ ہی فیصلہ کریں کہ یہ علامہ اسلام کے ہمدرد اور خیر خواہ ہیں یا چھپے ہوئے دشمن۔ ایسے ہی تمام نام نہاد علماء کی وجہ سے آج امت مسلمہ اس بدحال کو پہنچی ہے کہ اس کی علمی و عملی حالت ناگفتہ بہ ہو چکی ہے اور غیروں کے شکنجہ میں پوری طرح جکڑی جا چکی ہے۔ اے اللہ اسلام پر رحم فرما اور ایسے ملاؤں کے چنگل سے امت کو نجات بخش۔

بقیہ:۔ ارشادات عالیہ

کوئی یہ نہ کہے کہ کفار کے پاس بھی مال و دولت اور املاک ہوتے ہیں اور وہ اپنی عیش و عشرت میں منہمک اور مست رہتے ہیں۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ وہ دنیا کی آنکھ میں بلکہ ذلیل دنیا داروں اور ظاہر پرستوں کی آنکھ میں خوش معلوم دیتے ہیں۔ مگر در حقیقت وہ ایک جلن اور دکھ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تم نے ان کی صورت کو دیکھا ہے مگر میں ایسے لوگوں کے قلب پر نگاہ کرتا ہوں۔ وہ ایک سعیر اور سلاسل و اغلال میں جکڑے ہوئے ہیں۔ جیسے فرمایا ہے انا اعتدنا للکافرین سلاسلا و اغلالا و سعیرا (الدھر:۵) وہ نیکی کی طرف آ ہی نہیں سکتے۔ وہ ایسے اغلال ہیں کہ خدا کی طرف ان اغلال کی وجہ سے ایسے دبے پڑے ہیں کہ حیوانوں اور بہائم سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں۔ ان کی آنکھ ہر وقت دنیا کی طرف ہی لگی رہتی ہے اور زمین کی طرف جھکتے جاتے ہیں۔ پھر اندر ہی اندر ایک سوزش اور جلن بھی لگی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر مال میں کمی ہو جائے یا حسب مراد تدبیر میں کامیابی نہ ہو تو کڑھتے اور جلتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض اوقات سودائی اور پاگل ہو جاتے ہیں یا عدالتوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ یہ واقعی بات ہے کہ بے دین آدمی سعیر سے خالی نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اس کو قرار اور سکون نصیب نہیں ہوتا، جو راحت اور تسلی کا لازمی نتیجہ ہے۔ جیسے شرابی ایک جام شراب پی کر ایک اور مانگتا ہے اور مانگتا ہی جاتا ہے اور ایک جلن سی لگی رہتی ہے۔ ایسا ہی دنیا دار بھی سعیر میں ہے۔ اس کی آتش آز ایک دم بھی بجھ نہیں سکتی۔ سچی خوشحالی حقیقت میں ایک متقی ہی کے لئے ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ اس کے لئے دو جنت ہیں۔

متقی سچی خوشحالی ایک جھونپڑی میں پا سکتا ہے جو دنیا دار اور حرص و آز کے پرستار کو رفیع الشان قصر میں بھی نہیں مل سکتی۔ جس قدر دنیا زیادہ ملتی ہے، اسی قدر بلائیں زیادہ سامنے آ جاتی ہیں۔ پس یاد رکھو کہ حقیقی راحت اور لذت دنیا دار کے حصہ میں نہیں آتی۔ یہ مت سمجھو کہ مال کی کثرت، عمدہ عمدہ لباس اور کھانے کسی خوشی کا باعث ہو سکتے ہیں۔ ہر گز نہیں، بلکہ اس کا مدار ہی تقویٰ پر ہے"۔ (ملفوظات جلد اول [طبع جدید] صـ ۲۷۹، ۲۸۰)

بقیہ: مختصرات

بدھ و جمعرات، ۲۰ و ۲۱ دسمبر ۱۹۹۵ء.

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ترجمۃ القرآن کی کلاسز نمبر ۱۰۵ اور ۱۰۶ میں علی الترتیب سورہ توبہ کی آیات ۳۸ تا ۵۱ اور ۵۲ تا ۷۲ کا آسان فہم ترجمہ اور تشریح بیان فرمائی۔ کلاس نمبر ۱۰۵ میں حضور انور نے جماعتی تربیت اور اصلاح نفس سے متعلق جو امور بیان فرمائے ہیں وہ بار بار سننے اور سنانے سے تعلق رکھتے ہیں۔

جمعۃ المبارک ۲۲ دسمبر ۱۹۹۵ء.

اردو بولنے والے احباب کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کی مجلس سوال و جواب ہوئی جس میں درج ذیل سوالات کئے گئے:

☆ قرآن مجید کی آیت "وما ارسلناک قبلک الا رجالاً نوحی الیھم فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون" میں اہل الذکر سے کون لوگ مراد ہیں؟

☆ اسلام میں غلاموں کے حقوق اور ان کو آزاد کرنے کے بارہ میں تو احکام ملتے ہیں لیکن غلامی کو مکمل طور پر ممنوع قرار نہیں دیا گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

☆ بچے کی پیدائش کے پہلے چھ ماہ کی تربیت اس کے آئندہ رجحانات کو متعین کرنے میں کس قدر اہمیت کی حامل ہے؟ اگر اس وقفہ میں مختلف بچوں کو یکساں تربیت دی جائے اور یکساں ماحول مہیا کیا جائے تو کیا آئندہ زندگی میں وہ یکساں رجحانات کے حامل ہونگے؟

☆ عبادات کے سلسلہ میں بعض اہم باتیں جماعت میں پہلے رائج تھیں جو اب آہستہ آہستہ ختم ہو گئی ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟۔ (حضور انور نے جواباً وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ سائل کا یہ تاثر درست نہیں ہے)۔

☆ زیر تبلیغ احباب کی کس مرحلہ پر بیعت کروانی چاہئے؟

☆ قرآن کریم کی آیت "وما خلقت ھذا باطلا" سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز بامقصد پیدا کی ہے۔ کیا اس سے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ انسان کے ہاتھ کی لکیریں بھی اپنے اندر کچھ پیغام رکھتی ہیں؟

☆ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے سب سے اہم کلمہ طیبہ ہے لیکن قرآن کریم میں کہیں بھی پورا کلمہ طیبہ ایک جگہ اکٹھا نہیں آیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

☆ اس دنیا میں بعض انسان بہت ہی کم عمری میں فوت ہو جاتے ہیں اور بعض دماغی طور پر معذور پیدا ہوتے ہیں، جن کے متعلق سوچا جاتا ہے کہ ان کا حساب کتاب نہیں ہو گا۔ سوال یہ ہے کہ پھر ان کے پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے؟

☆ آیت کریمہ "رحمتی وسعت کل شئی" اور شفاعت کے حوالہ سے ایک سوال اور حضور انور کا وضاحتی جواب۔

☆ شیعہ حضرات یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم جن بارہ میں اماموں کو مانتے ہیں ان کے بارہ میں احمدیوں کا نظریہ کیا ہے؟

(ع۔ م۔ ر)

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۵۳)

گریفائٹس کے مختلف خواص کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۱۹ دسمبر ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

(لندن: ۱۹ دسمبر ۱۹۹۴ء) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے آج کے پروگرام "ملاقات" میں ہومیو پیتھی کی کلاس میں اہم ہومیو پیتھک ادویات پڑھائیں اور اپنے ذاتی تجربے کی روشنی میں اہم امور بیان فرمائے۔

گریفائٹس
(GRAPHITES)

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا اس کے متعلق کتابوں میں ایک ایسی علامت لکھی ہے جس کو سن کر عورتیں بہت خوش ہوں گی لیکن میں نے اس کا کوئی خاص فائدہ نہیں دیکھا۔ وہ ہے موٹی عورتوں کو دبلا کرنے کے لئے۔ مگر میں نے ۲۰۰ میں دے کر دیکھی ہے خاص فائدہ نہیں ہوا۔ شاید پوٹنسی بدلنے سے کوئی فائدہ ہوسکے۔ اگر کسی کے علم میں فائدہ ہوا ہو تو بتائیں۔ ۳۰ میں میں نے کبھی استعمال نہیں کی۔ ہزار میں بھی استعمال نہیں کی۔ بعض اور دوائیں میں نے موٹاپے کے لئے استعمال کی ہیں جو بہت مفید ہیں۔ ان میں سے ایک فائٹو لاکا بیری (PHYTOLACCA BERRY) ہے ایک اور فائٹو لاکا ہے جو خراب گلے وغیرہ میں کام آتی ہے وہ فائٹو لاکا بیری نہیں۔ وہ موٹا کرتی ہے۔

دوسری فائٹو لاکا جب گلے کے غدود سوجے ہوں تو ان کو کم کرکے صحت دیتی ہے۔ کینسر میں بھی مفید ہے۔ غدود جسم کو کھا رہے ہوں تو جب وہ ٹھیک ہو جائیں تو اس سے جسم پر اچھا اثر پڑ سکتا ہے۔ اس سے صحتمند موٹاپا آئے گا۔

گریفائٹس موٹے کو پتلا کرنے کے لئے اکثر کتابوں میں نمایاں طور پر دکھائی دے گی لیکن میرے تجربے میں فائدہ نہیں ہوا۔ فائٹو لاکا بیری موٹے کو پتلا کرنے والی ہے۔ دوسری دوا ہے فیوکس (FUCUS)، اس سے زیادہ تیز دوا موٹاپے کو کم کرنے کے لئے میں نے نہیں دیکھی لیکن نہایت خطرناک ہے اس کے بارے میں احتیاط لازم ہے۔ جن کو دل کی تکلیف کا خطرہ ہو، کولیسٹرول لیول ہائی ہو اور موٹاپے کے ساتھ دل کی تکلیف کی ہسٹری ہو ان کو کبھی نہیں دینی چاہئے کیونکہ یہ دل میں کمزوری پیدا کر دیتی ہے۔

گریفائٹس میں عورتوں میں بالعموم دو تین باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ مینسز کم ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ تاخیر سے بھی اور وقفہ کم ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ۵ سے ۷ دن کی بجائے دو یا تین دن رہتے ہیں۔

دوسرے اس کے اخراجات البیومن والے ہوتے ہیں۔ گریفائٹس کا ایگزیما بھی اپنے چپچپے ہونے کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔ گریفائٹس کا ایگزیما خاص خاص جگہ ہوتا ہے۔ ایک کانوں کے پیچھے، سر کے بعض حصوں میں بھی، کہنیوں میں ہاتھوں میں، جوڑوں پر جہاں بھی ایگزیما ہوگا وہاں چپچپا مادہ ضرور نکلتا ہے اور نکل کے مادہ تہیں بناتا ہے۔ دیکھ کر اندازہ ہو جاتا ہے۔ میزریم (MEZEREUM) کا اخراج بھی چپچپا ہے مگر وہ سارے سر پر خود سا بنا دیتا ہے اور لگتا ہے پوری تہہ جم گئی ہے سر کے اوپر۔ اس سے میزریم کی شناخت ہو جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا گریفائٹس عموماً ایگزیما میں کام آتا ہے۔ میں نے بعض بچوں کے علاج میں دیکھا ہے کہ ایک یا دو تین دوائیں بار بار دینی پڑتی ہیں ورنہ وہ مرض قابو میں نہیں آتا۔ بعض بچوں میں ایسے خطرناک ایگزیما چھوٹی عمر میں ہی ہوتے ہیں کہ سارا جسم بھر جاتا ہے اور وہ کھجلا کھجلا کر اپنے آپ کو خونوں خون کر لیتے ہیں اور سارے گھر کے لئے مصیبت ہو جاتی ہے۔ ان کے ایگزیمے کی شکل گریفائٹس میں بھی ملتی ہے۔ سورائینم سے بھی ملتی ہے۔

بگڑے ہوئے ایگزیما میں گریفائٹس مددگار کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

کچی کچی جلد کے اوپر کچی جگہیں بن جاتی ہیں۔ جس طرح سورائسس میں وہ شروع ہو رہا ہو تو ایسی کچی سرخی آتی ہے جو تکلیف دیتی ہے۔ اس میں سے مادہ نکل کر اس کی خشک تہیں بننی شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ گریفائٹس کی بھی ہوسکتی ہے۔ سلیشیا کی بھی ہوسکتی ہے۔ مگر گریفائٹس کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ اس میں تر چپکنے والا مادہ نکلتا ہے۔

اس میں کینسر دور کرنے کا مادہ ہے۔ ہر کاربن میں ہے۔ ہر کاربن کا کسی نہ کسی رنگ میں کینسر سے تعلق ہے۔ مثلاً کاربو اینی میلس معدے کے کینسر میں اور بعض غدودوں کے کینسر میں بہت مفید ہے۔ گریفائٹس کا بھی کینسر سے تعلق ہے لیکن اس کے کینسر کی خاص جگہ زخموں کے مندمل ہونے کے بعد جو کھرنڈ باقی رہ جاتے ہیں اگر وہ تازہ ہوں اور وہاں کینسر بننا شروع ہو جائے تو ان کے جوڑ بھی کچے ہوکر کھلنے لگ جاتے ہیں ان میں گریفائٹس چوٹی کی دوا ہے۔ اس کو ضرور پہلے استعمال کریں۔

بعض کا آپریشن ہوتا ہے کینسر کا۔ اسی آپریشن کے جوڑ ہرے ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور کینسر کے اندر سے ایک کینسر پھوٹتا ہے اس کے لئے گریفائٹس آغاز سے ہی دی جائے۔ اونچی طاقت میں ہزار میں دیں۔ دو سو سے اوپر دی جائے اس کو دوہرایا جاسکتا ہے۔ جب تک اس کا اثر زائل نہ ہو۔

عضلاتی نظام پر بھی اس کا اثر ہے۔ ٹانگوں کے پچھلے حصے پر زیادہ ہے۔ مریض کھڑے ہونے یا بیٹھتے وقت تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ دو قسم کے مریض ہیں ایک وہ جن میں کمر کی کسی تکلیف کی وجہ سے طاقت نہیں رہی ہوتی اور فالجی علامتیں ان کی حرکتوں میں ملنع ہوجاتی ہیں۔ یہاں ان کا ذکر نہیں۔ گریفائٹس کا تعلق ان مسلز کے اندر TENSION پیدا ہونے سے ہے جیسے وہ چھوٹے ہوگئے ہوں کھولنے اور پھر دوبارہ سکڑنے میں بھی دقت ہو۔ وہاں گریفائٹس کا دائرہ کار ہے۔ چاہے وہ مریض گریفائٹس کا مزاجی نہ بھی ہو۔

اس کی قبض بھی بڑی سخت ہوتی ہے۔ قبض میں عام طور پر پاخانہ کا سائز بہت بڑا ہو جاتا ہے۔ انتڑیوں کے نچلے حصہ میں جمع ہوتا رہتا ہے وہاں سے ٹکڑوں کی صورت میں تہہ بہ تہہ بنتا چلا جاتا ہے۔ اس کو دیکھ کر جو باتیں براہ راست سمجھ میں آتی ہیں وہ کسی اور ٹیسٹ سے سمجھ میں نہیں آتیں۔ یہ بھی پتہ لگ جاتا ہے کہ انتڑیوں کے کسی حصے میں کس قسم کی تکلیف ہے۔ ایسے مریض کو گریفائٹس ۲۰۰ دیں تو بہت اچھا اثر دکھاتا ہے۔ بعض دفعہ ایسے مریض کو برائیونیا اچھا اثر دکھاتا ہے اگر ہمارے سٹول پر اثرات ایسے ہوں کہ انتڑیوں میں سوزش سی ہے۔ برائیونیا کا سٹول بندھا ہوا پیچھے کچھ نرم بھی ہوتا ہے۔ گریفائٹس کا پورا سخت سٹول ہوتا ہے۔ اگر خود دیکھنے سے گھن آئے تو مریض کو سمجھا کر کیفیت معلوم کریں۔ گریفائٹس میں چار چار پانچ پانچ دن کی قبض ہوتی ہے۔

ایسی ہرپیز جو بار بار ہوتی ہو اس میں گریفائٹس دی جائے گی۔ اس میں اور بھی دوائیں دی جاسکتی ہیں۔ ٹکسالی کا جو نسخہ میں نے ہر قسم کی ہرپیز میں استعمال کرکے دیکھا ہے وہ ہے

آرنیکا (ARNICA)، لیڈم (LEDUM)، آرسنک (ARSENIC) یہ سانپ کے کاٹے کا بھی علاج ہے اور ہرپیز کا بھی ہے۔ سانپ کے کاٹے کے بعد جب دوسری سطح پر تکلیف شروع ہوتی ہے بڑی سخت تکلیف شروع ہو جاتی ہے۔ ایسی ہی درد بچھو کے کاٹے سے بھی ہوتی ہے۔ ان کی ہرپیز سے بہت مشابہت ہے۔ ہرپیز میں یہ دوائیں دے کر دیکھی ہیں بعض دفعہ تو جادو کا سا اثر کرتی ہیں۔ تین دن کے اندر ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد دوا بند نہیں کرنی چاہئے۔ جب ٹھیک ہو جائے تو وقفہ لمبا کردیں لیکن دیتے ضرور رہیں۔ یہاں تک کہ پورا اطمینان ہو جائے کہ مریض کلیتہً شفایاب ہوگیا ہے۔

اس سے سردی لگنے کا مزاج یہ ہے کہ مریض سردی محسوس کرتا ہے اگر گرمی ہوگی تو بعض ٹکڑوں پر ہوگی یا بعض دفعہ اندرونی محسوس ہوتی ہے۔ یہ سرد مریض ہے۔ اس لحاظ سے سلیشیا اور سورائینم کی طرح کا سرد مزاج کہلایا جاسکتا ہے۔

دروازے کھڑکیاں کھلی رکھنا ہر کاربن کے مریض کی علامت ہے لیکن گریفائٹس میں ایک استثناء ہے یہ بعض صورتوں میں کاربوویج میں بھی ملتا ہے۔ مگر ہوا ہو جسم خوب گرم ہو لحافوں کے اندر مگر چہرے پہ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے پڑیں۔ یہ گریفائٹس کی علامت ہے۔ گریفائٹس کا مریض ہوا کے ٹھنڈے جھونکے کو پسند کرتا ہے جبکہ جسم گرم ہو۔

گریفائٹس کی سب بیماریاں جسم کی حرکت سے جو گرمی پیدا ہوتی ہے اس سے بڑھتی ہیں سوائے NUMBNESS کے۔

اس کا فالج کاسٹیکم کی طرح اکثر بعض اعضاء پر ہوتا ہے۔ گریفائٹس میں پورا فالج جو سلفر (SULFUR) لیکیسز (LACHESIS) وغیرہ میں پوری سائڈ کا ملتا ہے وہ نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض اعضاء پر اثر رکھتا ہے۔ اس کے فالج میں نچلے دھڑ پر زیادہ اثر ہوتا ہے بہ نسبت اوپر کے اگر ٹانگوں کا فالج ہو تو بہت سی دوائیں اثر انداز ہوتی ہیں۔ گریفائٹس بھی ان میں سے ہی ہے۔

مرگی بہت مشکل مرض ہے اس لئے مرگی میں ہمیشہ گہرا اثر کرنے والی مزاجی دواؤں کی تلاش جاری رہنی چاہئے۔ وہ اگر مل جائے تو بہت نمایاں تبدیلی ہو جاتی ہے ان میں ایک گریفائٹس بھی ہے۔ اس میں اور ہر کاربن میں تشنج پائے جاتے ہیں مثلاً کاربوویج میں پنڈلیوں میں تکلیف وہ تشنج پیدا ہوجاتا ہے۔ ایک دو خوراکیں کاربن کی ٹھیک کردیتی ہیں لیکن اگر مثلاً دماغ سے مرگی پھوٹی ہے تو اس میں گریفائٹس کو اونچا مقام حاصل ہے لیکن اس میں باقی علامتیں ملنا ضروری ہے۔ مرگی میں مریض کے مزاج کی پہچان ضروری ہے۔

گریفائٹس میں یہ خوبی ہے کہ اگر یہ کام کرے گی تو گہرا کام کرے گی اور زیادہ امکان ہے اس بات کا کہ مرض جڑ سے اکھڑ جائے گی یا بہت ہی کم شاذ کے طور پر کبھی دورہ پڑے گا۔

اس میں مینٹل ڈپریشن بہت ہوتا ہے۔

گریفائٹس میں فالج بعض دفعہ آغاز میں سارے جسم میں ہو جاتا ہے پھر کسی ایک طرف بیٹھتا ہے۔

مکمل فالج میں جو عارضی ہو مستقل نہ ہو اس میں گریفائٹس سوچا جاسکتا ہے۔ اگر وہ بعد میں ٹانگوں میں رہ جائے تو غالب امکان ہے کہ گریفائٹس اس میں کام کرے گا۔

رات کے وقت دماغ کی ACTIVITY بہت ہو، یہاں تک کہ نیند میں حائل ہو جائے۔ اس میں نکس وامیکا، پیسی فلورا اور گریفائٹس بھی مؤثر ہے۔ رات کے پہلے حصے میں خیالات کے زور کی وجہ سے نیند نہیں آتی اور یہ کسی ایکسائٹ منٹ کی وجہ سے عام شکایت ہے لیکن اگر یہ کسی ایکسائٹ منٹ کے بغیر شکایت ہو تو پھر نکس وامیکا (اگر پیٹ بھی خراب ہو)۔ ایک اور کیفیت ہے کہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہے مگر نیند نہیں آرہی یہ کافیا (COFFEA) کی علامت ہے اور اگر یہ کافی کی وجہ سے ہو تو پھر اس کا علاج نکس وامیکا ہے۔

دو ایسی باتیں ہیں کہ ہر عورت کا دل للچائے گا اسے ضرور استعمال کروں۔ ایک گنجاپن، بال جھڑتے ہیں دوسرا موٹاپا۔ ان کو گریفائٹس بہت اچھی دوا ہے۔

بعض ڈاکٹروں نے لکھا ہے کہ کسی دوا میں گریفائٹس سے بڑھ کر فوٹو فوبیا نہیں یعنی دن کے وقت روشنی میں آنکھ کھولنا ایک عذاب بن جاتا ہے۔ صرف اس صورت میں جبکہ آنکھ کے اوپر سرخ رنگ میں انفیکشن ہو۔ سرخی سے رگیں پھول گئی ہوں یہ بڑی خطرناک انفیکشن ہے۔

بعض سانپوں کے زہر سے زیادہ فوٹو فوبیا میرے نزدیک کسی اور میں نہیں۔ چوٹی کا فوٹو فوبیا بوتھروپس میں ہے یہ ایسا سانپ ہے جو آسٹریلیا اور سندھ میں پایا جاتا ہے۔ اس کے زہر کے نیچے اگر کوئی آنکھ کھول لے روشنی میں تو وہ اندھا ہو جاتا ہے۔ یہ سانپ خود بھی اندھیروں میں رہتا ہے۔ رات کو قافلوں میں پھرتا ہے۔

لپٹ کر کاٹتا ہے۔ منہ میں تھوکتا ہے جس سے گلے میں چھالا پڑتا ہے اور اس کا علاج اس کو الٹا لٹکا دیتے ہیں۔ اندھیرے میں ہی علاج کرتے ہیں۔

fozman
foods

A LEADING BUYING
GROUP FOR
GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD,
ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-478 6464
0181-553 3611

رسولؐ کے نام پر مٹنے والے کون ہیں اور مٹانے والے کون؟

تمام دنیا جانتی ہے کہ پاکستان میں احمدیہ مساجد اور احمدی گھروں سے کلمہ طیبہ مٹانے والے علماء سو اور ان کے چیلے چانٹے ہی تھے اور یہ صرف احمدی تھے جو کلمہ طیبہ کی خاطر جیلوں میں ڈالے گئے اور طرح طرح کی اذیتیں نہایت استقامت سے برداشت کیں۔ مگر ظلم کی انتہا ہے کہ وہی لوگ الٹا احمدیوں کو یہ الزام دیتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) احمدی حضرت اقدس محمد رسول اللہ کے دشمن ہیں اور آپکے اسم مبارک کی توہین کرتے ہیں۔ مکرم محمد حسین صاحب معلم کوٹلہ جندہ راجن پور پر الزام لگایا گیا کہ انہوں نے "خواجہ مسجد" سے اسم "محمدؐ" مٹایا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

"خاکسار پر "خواجہ مسجد" سے اسم "محمدؐ" مٹانے کا الزام ہے۔ مدعی اور گواہان کو بلایا گیا ہے۔ خاکسار کو تو انکی شکلوں سے خوف آتا ہے۔ ان سے بہتر تو درندے ہیں۔ میں نے اونٹوں کی لڑائی دیکھی ہے، بڑے وقار سے اپنے مدمقابل کے پاس جاتے ہیں اور پھر داؤ لگاتے ہیں۔ مگر یہ مخلوق اسم محمدؐ پر وہ مکروہ جھوٹ بولتی ہے کہ زبان حال پکار اٹھتی ہے کہ اے زمین تجھے کیا ہوگیا ہے؟ تو پھٹ کیوں نہیں جاتی۔ اللہ ہی بہتر فیصلہ فرمائے کہ اس کے رسولؐ کے نام پر مر مٹنے والے کون ہیں اور مٹانے والے کون؟"

مکرم دلشاد حسین صاحب شہید

گزشتہ سال کراچی میں مکرم دلشاد حسین صاحب کو شہید کردیا گیا تھا۔ مکرمہ طاہرہ مومن صاحبہ (گیمبیا) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اپنے خط میں شہید مرحوم کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں۔

"پچھلے سال لاڑکانہ میں مکرم دلشاد حسین کھچی کی جو شہادت ہوئی ہے، اس خبر نے مجھے اس نوجوان کی آپ سے ملنے کی تڑپ اور بے قراری نے بہت تڑپایا۔ جب اس نے بیعت کی تو بہت شدت سے آپ سے ملنے کے لئے بے چین رہتا تھا۔ امی کے گھر پر خطبہ جمعہ پر آتے اور آپ کے سارے درس سنتے۔ اس کے بعد امی کہتیں کہ اکثر زاروقطار روتا کہ میں اتنا عرصہ پہلے کہاں تھا اور کب میں حضور سے ملوں گا۔ یہ اس کی تڑپ ہی تھی کہ MTA پر اس کی غائبانہ نماز جنازہ کا اعلان ہوا اور آپ نے ادا کی۔

کچھ ہی عرصہ پہلے اس کی شادی ہوئی تھی۔ سارا خاندان کٹر شیعہ تھا۔ شادی کے بعد بیٹا پیدا ہوکر فوت ہوگیا۔ اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ تم نے بیعت کی ہے اس لئے یہ اس کی سزا (نعوذ باللہ) ملی ہے۔

لیکن آفرین ہے اس عظیم انسان پر، نہ صرف ثابت قدم رہا بلکہ احمدیت کے عشق اور آپ کے پیار میں اور بھی زیادہ بڑھ گیا۔ ظاہراً بھی بہت خوبصورت نوجوان تھا ویسا ہی حسین خدا نے اس کا باطن بھی کر دیا۔ اب ایک چھوٹی سی بچی اور بیوی کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے امر ہوگیا ہے۔

میرے پیارے آقا! آپ سے دعا کی درخواست کر رہی ہوں کہ خدا اس کے سارے خاندان اسکی اولاد کو احمدیت کی طرف موڑ دے۔ امی کہتی ہیں کہ جب اس کی شہادت ہوئی تو ایک آنہ چندہ بھی واجب الادا نہیں تھا۔ خدا تعالیٰ اپنے فضلوں سے اس کے جذبہ احمدیت اور بے پناہ عشق کی بدولت اس کے خاندان سے اور بھی پھل عطا کرے اور جو عظیم روحانی راستہ اس نے اختیار کیا باقی بھی اسی راستہ کو اپنائیں۔ آمین۔"

> **خریداران الفضل سے گذارش**
>
> کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کردیا ہے؟
>
> اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرماکر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

ہم سے کہا جاتا ہے کہ تم اپنا مذہب چھوڑ دو

کلمہ طیبہ اور اس سے وابستگی کے جرم میں پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ کس قسم کا سلوک روا رکھا جاتا ہے اور کس طرح احمدی مرد عورتیں اور بچے استقامت کے حیرت انگیز نمونے دکھا رہے ہیں۔ اس کی مثال داتہ ضلع مانسہرہ کے حالات ہیں۔ مکرم شاکر رحیم صاحب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نام اپنے خط میں لکھتے ہیں:

"میرا تعلق ہزارہ سے ہے اور گاؤں کا نام داتہ ہے جو کہ تحصیل و ضلع مانسہرہ میں ہے۔ حضور! ۱۹۷۴ء سے لے کر آج تک ہمارے گاؤں کے حالات ٹھیک نہیں ہوئے دن بدن خراب تر ہوتے جا رہے ہیں مگر بظاہر دور تک بھی بہتری کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ آج ۲۱ برس ہوچکے ہیں مگر ہم پر آج بھی جو مصیبتوں کی قیامت ٹوٹ رہی ہے شاید آپ اس کا اندازہ نہیں کرسکتے۔ پورے گاؤں میں مکمل سوشل بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ گاڑیوں پر ہم کو نہیں بٹھایا جاتا۔ جہاں سے گزرتے ہیں بلند آواز میں گالیاں دی جاتی ہیں۔ ہماری عورتوں پر غلاظت تک پھینکی گئی ہے اور یہ واقعہ گزشتہ دنوں کا ہے۔ ہم انتظامیہ سے فریاد کرتے ہیں تو ہم کو یہ کہا جاتا ہے کہ تم اپنا مذہب چھوڑ دو..... اور ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ مسجدوں میں لاؤڈ سپیکروں پر ہر وقت ہمارے خلاف انتہائی گندہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے اور اردگرد حتی کہ ملتان تک سے مولوی بلوا کر ہمیں گالیاں نکالی جاتی ہیں۔ پچھلے دنوں میرے بڑے بھائی اظہر رحیم کو انہوں نے ایبٹ آباد سے اغوا تک کیا ہے۔ معمولی سی بات نہیں ہوتی کہ ہم کو فوراً جیل بھیج دیا جاتا ہے اور اسی طرح بہت سی باتیں ہیں یعنی کہ مظالم کی انتہا ہوچکی ہے......

اس لئے آپکی خدمت اقدس میں یہ التجا ہے کہ آپ دعا کریں کہ ایک تو ہمارے گاؤں کے حالات ٹھیک ہو جائیں اور ظالموں کو اللہ تعالیٰ ان کے منطقی انجام تک پہنچائے تاکہ ہم اپنی آنکھوں سے ان فرعونوں کا حشر دیکھ سکیں اور دوسرا میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بہتری کے راستے نکالے۔"

احباب سے درخواست ہے کہ پاکستان کے ان معصوم احمدی مسلمانوں کو خصوصیت سے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں جو محض حق سے وابستگی کے نتیجہ میں طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنائے جاتے ہیں۔

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

کینسر کو ایٹم کی گولی سے ہلاک کیجئے

کینسر دنیا میں ایک موذی ترین بیماری ہے جس سے لاکھوں افراد ہر سال موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر بالعموم اپریشن کے ذریعے کینسر شدہ حصے کو کاٹ دیتے ہیں اور یہ توقع کی جاتی ہے کہ کینسر کے خلیوں کو اپریشن کے ذریعہ صحت مند جسم سے کاٹ دیئے جانے کے بعد مریض تندرست ہو جائے گا لیکن بد قسمتی سے کینسر کے خلیے دوبارہ اپنی جڑوں سے نکل کر صحت مند حصہ پر قبضہ کر لیتے ہیں اور بالآخر مریض موت کا شکار ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر اور ایکس ریز کے ماہر کینسر کے خلیوں پر مختلف شعاعیں بھی ڈالتے ہیں اور اس طریق سے بھی کینسر کے خلیوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ X-Ray نسبتاً کم طاقت کی شعاعیں ہیں۔ اگر تو کینسر اوپر کی سطح پر ہو تو انکی مدد سے یا دیگر شعاعوں کی مدد سے کینسر کے خلیے ہلاک کیئے جاتے ہیں لیکن اگر کینسر جسم کے اندر ہو تو ایسی شعاعیں زیادہ کارگر ثابت نہیں ہوتیں بلکہ صحت مند حصے کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہیں۔

جاپان میں ایٹمی سائنسدانوں اور ڈاکٹروں کی مدد سے ایک نئی مشین تیار کی گئی ہے۔ اس مشین میں کاربن کے ایٹموں کو ایک گول چکر میں بار بار گھمایا جاتا ہے اور جگہ جگہ ان ایٹموں کو بجلی اور مقناطیس کی مدد سے طاقت مہیا کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کاربن کے ایٹموں کی رفتار ۷۰ لاکھ میل فی گھنٹہ ہو جاتی ہے۔ کاربن کے یہ ایٹمی ذرات اس وقت انتہائی طاقت کے حامل ہو جاتے ہیں۔ ان تیز رفتار ایٹمی ذرات کو بڑی احتیاط کے ساتھ کینسر کے اوپر مارا جاتا ہے۔ چنانچہ جب یہ "ایٹمی گولیاں" کینسر کے خلیوں سے ٹکراتی ہیں تو انہیں ہلاک کرتی جاتی ہیں اور یوں ایک ایک خلیہ ان ایٹمی گولیوں کا شکار ہو جاتا ہے اور بالآخر مریض کینسر سے چھٹکارا حاصل کرلیتا ہے۔

اس مشین کے بنانے پر تقریباً ۲۰۰ ملین پاؤنڈز خرچ آئے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ اس طریقہ علاج سے مریض کینسر سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کرلے گا۔ ابتدائی تجربات بڑے حوصلہ افزا ہیں اور جاپان میں ایسی ہی دوسری مشین آجکل تکمیل کے مراحل میں سے گزر رہی ہے۔

قارئین کی دلچسپی کے لئے لکھنا مناسب ہے کہ اسی قسم کی لیکن اس سے بھی بڑی بڑی مشینیں جنیوا (سوئٹزرلینڈ) اور امریکہ (Fermi Laboratory) میں بنائی گئی ہیں جن سے ایٹم اور بنیادی ذرات کی ماہیت کے بارے میں تحقیق کی جاتی ہے۔ ان مشینوں کو PARTICLE ACCELERATOR کا نام دیا گیا ہے۔

مادہ کے جوڑے کی تلاش

امریکہ کی خلائی ایجنسی ناسا (NASA) اور انرجی کے محکمہ کے درمیان ایک معاہدہ پر دستخط ہوئے ہیں جس کے مطابق خلا میں قائم کئے جانے والے پہلے خلائی سٹیشن الفا (ALPHA) پر خاص سائنسی تجربات کئے جائیں گے جن کا مقصد یہ ہوگا کہ مادہ کے جوڑے یعنی ANTI-MATTER کی تلاش کی جائے۔ یہ تجربات بین الاقوامی سطح کے ہونگے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ان تجربات میں کم از کم ۲۷ یونیورسٹیاں اور دوسرے تحقیقی ادارے شمولیت کریں گے۔ اس لحاظ سے یہ اپنی نوعیت کا سب سے بڑا تجربہ ہوگا۔ مادہ کے جوڑے کی تلاش کے لئے کائنات سے آنے والی غیرمرئی شعاعوں (COSMIC RAYS) پر خاص تحقیق کی جائے گی۔ یہ بھی توقع ہے کہ اس تحقیق کے نتیجہ میں سائنسدان کائنات کی تخلیق کے بارے میں مزید اندازے لگانے میں کامیاب ہونگے۔

یہ تجربات کرنے کے لئے ایک خاص قسم کی مشین خلا میں بھیجی جائے گی جسے انگریزی میں ALPHA MAGNETIC SPECTROMETER کا نام دیا گیا ہے۔ توقع ہے کہ ۱۹۹۸ء میں تجرباتی طور پر یہ مشین خلا میں جائے گی۔ اگر ابتدائی تجربات کامیاب ہوئے تو ۲۰۰۰ء میں اس طرح کی ایک طاقتور مشین کم از کم تین سال کے لئے الفا خلائی سٹیشن میں لگائی جائے گی۔

موجودہ مادہ ایٹموں کا بنا ہوا ہے جس کے مرکز میں نیوٹران اور پروٹان ہوتے ہیں اور الیکٹران بیضوی دائروں کی شکل میں اس کے گرد گھومتے ہیں۔ سائنسدانوں کو یقین ہے کہ اس مادہ کا ایک جوڑا ہے جس کے اندر پروٹان کا جوڑا یعنی ANTI-PROTON ہے جس پر منفی بجلی ہے اور نیوٹران کا جوڑا یعنی ANTI-NEUTRON ہے۔ اس کے باہر بیضوی دائروں میں الیکٹران کا جوڑا یعنی POSITRON گھومتے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "ہم نے ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا ہے"۔ سائنسدانوں کی یہ تحقیق بھی انشاء اللہ قرآنی سچائی پر گواہی بنے گی۔

انڈے دینے والے ڈائینا سور

آج سے لاکھوں سال قبل اس زمین پر قوی الجثہ جانوروں یعنی DIANOSAURS کی حکومت تھی۔ آثار قدیمہ کے ماہرین نے مختلف ہڈیوں اور دوسرے نشانات کی مدد سے یہ اندازہ لگایا ہے کہ یہ چوپاؤں کی شکل کے مختلف جانور تھے جن میں سے بعض گوشت خور اور بعض سبزی خور جانور تھے بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بعض قوی الجثہ جانوروں کے پر بھی تھے اور وہ انکے سہارے اڑتے پھرتے تھے۔ آثار قدیمہ کے ماہرین کو منگولیا کے گوبی صحرا میں ڈائینا سور جانور کا ایک خاص ڈھانچہ ملا ہے جس کے ساتھ ہی اس کے دو انڈے بھی محفوظ حالت میں ملے ہیں۔ اس سے سائنسدانوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ ڈائینا سور بچے دینے کی بجائے مرغیوں کی طرح انڈے دے کر ان سے بچے نکالتے تھے۔

ہڈیوں کے تجزیہ سے معلوم ہوا ہے کہ ڈائینا سور تقریباً ۳ میٹر اونچا تھا اور اس کا وزن بھی اندازاً سو پاؤنڈ کے لگ بھگ تھا۔ یہ سوال بھی سائنسدانوں کی بحث کا موضوع بنا ہوا ہے کہ ان طاقتور جانوروں کی نسل کیوں ختم ہوگئی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ موسمی حالات کا مقابلہ نہ کرسکے اور بالآخر ناپید ہوگئے۔ مشہور سائنسدان شومیکر لیوی کا کہنا ہے کہ زمین سے ایک بہت بڑا شہاب ثاقب ٹکرایا جس کی وجہ سے نہایت ہی خوفناک آندھیاں چلیں اور یکدم حرارت میں اتنی کمی ہوگئی کہ ڈائینا سور اس کا مقابلہ نہ کرسکے۔ واقعات خواہ کچھ ہی ہوئے ہوں حقیقت یہ ہے کہ زندہ اشیاء (جس میں حیوانات اور نباتات دونوں شامل ہیں) موسمی حالات سے بری طرح متاثر ہوتی ہیں اور اگر وہ ان حالات کا مقابلہ نہ کرسکیں تو ان کا وجود صفحہ ہستی سے ختم ہو جاتا ہے۔

اے لوگو! تم پر
بڑی عظمت والا مہینہ
سایہ کرنے والا ہے

(عبدالماجد طاہر)

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کو ایک اہم اور بابرکت مہینہ قرار دیا ہے۔ قرآن کریم کے نزول کا آغاز اس مبارک مہینہ میں ہوا۔ فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝١٨٦

(البقرہ: ۱۸۶)

یعنی رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ بنی نوع انسان کے لئے ہدایت ہے اور جو نہایت واضح اور کھلی کھلی راہنمائی کرنے والا ہے اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والا ہے۔

☆ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے قبل غار حرا میں عبادت فرمایا کرتے تھے۔ اس ضمن میں ابن اسحاق روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان کے مہینہ میں غار حرا میں عبادت کی غرض سے قیام فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک سال آپ اپنے دستور کے مطابق غار حرا میں عبادت کے لئے تشریف لے گئے تھے کہ حضرت جبرائیلؑ آپؐ کے پاس آئے اور پہلی وحی آپ پر نازل ہوئی۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام، المجلد الاول، ابتداء نزول جبریل علیہ السلام)۔ اس طرح قرآن کریم کے نزول کا آغاز اس مبارک مہینہ میں ہوا اور دائمی مذہب اسلام کی بنیاد اس ماہ میں رکھی گئی۔

☆ اسلامی مہینوں کی ترتیب کے لحاظ سے رمضان سے قبل شعبان کا مہینہ آتا ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ شعبان کی آخری رات یعنی رمضان المبارک کے آغاز سے ایک رات قبل ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے لوگو تم پر ایک بڑی عظمت اور شان والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔ ہاں ایک برکتوں والا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو (ثواب و فضیلت کے لحاظ سے) ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے"۔

مشکوٰۃ المصابیح، المجلد الاول، کتاب الصوم، الفصل الثالث)

آپ نے فرمایا "یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ ہمدردی و غم خواری کا مہینہ ہے"۔

پھر فرمایا، "یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے"۔

(مشکوٰۃ المصابیح، المجلد الاول کتاب الصوم، الفصل الثالث)

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر رمضان المبارک کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور اس کی عظمت اور اہمیت دلوں میں بٹھائی ہے۔ اس میں سے آپ کے بعض ارشادات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ فرمایا:

"یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتداء نزول رحمت ہے اور جس کا وسط مغفرت کا وقت ہے اور جس کا آخر کامل اجر پانے یعنی آگ سے آزادی کا زمانہ ہے"۔

(مشکوٰۃ المصابیح المجلد الاول، کتاب الصوم الفصل الثالث)

فرمایا:

☆ "یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ اس میں جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں"۔

(بخاری کتاب الصوم، باب فضل من قام رمضان)

ایک اور موقعہ پر فرمایا کہ:

☆ "اس مہینہ میں حالت ایمان میں ثواب اور اخلاص کی خاطر عبادت کرنے والا شخص اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا"۔

(نسائی کتاب الصوم، باب ثواب من قام رمضان و صامہ ایماناً و احتساباً)

☆ "یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دئے جاتے ہیں"۔

(بخاری کتاب الصوم باب ھل یقال رمضان او شہر رمضان)

☆ ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ اس مہینہ میں آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔

(بخاری کتاب الصوم باب ھل یقال رمضان او شہر رمضان)

☆ "یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرتا ہے کہ اے بھلائی کے چاہنے والے آ اور آگے بڑھ اور اے برائی کے چاہنے والے رک جا! اور اللہ کے لئے بہت سے لوگ آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں اور رمضان کی ہر رات کو ایسا ہوتا ہے"۔

(ابن ماجہ کتاب الصوم، باب ما جاء فی فضل شہر رمضان)

☆ یہ ایک ایسا مہینہ ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کا دروازہ قرار دیا۔ فرمایا۔ "ان لکل شئی باباً و باب العبادۃ الصیام"۔

(الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر۔ الجزء الاول، حدیث نمبر ۲۴۱۵)

یعنی ہر چیز کے لئے ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا دروازہ روزے ہیں۔

☆ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں حضرت جبرئیلؑ ہر سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن کریم کا ورد مکمل کیا کرتے تھے اور آپ کی وفات سے قبل کے آخری رمضان میں حضرت جبرئیلؑ نے آپؐ کے ساتھ مل کر یہ دو مرتبہ مکمل کیا۔

☆ فرمایا: "یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں خیرات کیا جانے والا صدقہ سب سے افضل اور بہترین صدقہ ہے"۔

(سنن الترمذی، ابواب الزکاۃ باب ما جاء فی فضل الصدقۃ)

☆ فرمایا: "یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ اس میں جو شخص اپنے مزدور یا خادم سے اس کے کام کا بوجھ ہلکا کرتا ہے اور کم خدمت لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی بخش دے گا اور اسے آگ سے آزاد فرمائے گا"۔

(مشکوٰۃ المصابیح، المجلد الاول، کتاب الصوم، الفصل الثالث)

(بخاری کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم)

یعنی "جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے"۔

☆ اسی طرح ایک موقع پر فرمایا:

"روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ ہر قسم کی بیہودہ باتیں کرنے اور فحش بکنے سے رکنے کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔ پس اے روزہ دار اگر کوئی شخص تجھے گالی دے یا غصہ دلائے تو تو اسے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں"۔

(بخاری کتاب الصوم، باب ھل یقول انی صائم اذا شتم)

☆ جو شخص روزہ دار ہونے کے باوجود گالی گلوچ کرتا ہے تو اس کا روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنا ہے جس سے اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

پس اگر کوئی شخص ان امور اور آداب کا لحاظ نہیں رکھ سکتا جو روزہ کے لئے ضروری ہیں تو اس کے محض بھوکے پیاسے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ روزہ بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں۔ بلکہ یہ تو ایک عبادت ہے جو مقررہ شرائط سے ادا ہوتی ہے۔ کئی بدقسمت ان آداب صوم کا لحاظ نہ رکھ کر اس عبادت کے اعلیٰ ثواب سے محروم ہو جاتے ہیں۔

☆ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کئی روزہ دار ہیں جن کو ان کے روزہ سے سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی رات کو اٹھ کر عبادت کرنے والے ہیں مگر ان کو سوائے بیداری اور بے خوابی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا"۔

(ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب ما جاء فی الغیبۃ والرفث للصائم)

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"روزہ دار کو خیال رکھنا چاہئے کہ روزے سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رہے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہئے"۔

(تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء صـ ۲۰، ۲۱)

☆ پھر فرمایا "یہ مہینہ باقی سب مہینوں سے افضل ہے"۔

(سنن النسائی کتاب الصیام، ثواب من قام رمضان و صامہ ایماناً و احتساباً)

☆ یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کے سلامتی سے گزرنے کے ساتھ سارے سال کی سلامتی وابستہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اذا سلم رمضان سلمت السنۃ"۔

(الجامع الصغیر، الجزء الاول حدیث نمبر ۶۷۵)

کہ جب رمضان المبارک سلامتی سے گزر جائے تو سمجھو کہ سارا سال سلامت ہے۔

پس رمضان کے مقدس اور بابرکت مہینہ کی بہت حفاظت اور اہتمام کرنا چاہئے تاکہ جسمانی، روحانی اور اخلاقی ہر لحاظ سے سارا سال رمضان ہمارے لئے امن و سلامتی کا ذریعہ بنا رہے اور یہ ایک بابرکت مہینہ سارے سال کے شرور و معاصی کے ازالہ اور کفارہ کا موجب بن جائے۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ماہ رمضان کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"شہر رمضان انزل فیہ القرآن سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے"۔ (ملفوظات جلد چہارم صـ ۲۵۶)

☆ پس جو شخص رمضان کے روزے کے علاوہ اس کی دوسری عبادات اور برکات سے بھی محروم ہو رہا ہو اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بتائی ہوئی یہ دعا کرنی چاہئے۔ فرمایا:

"پس میرے نزدیک خوب ہے کہ انسان دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا"۔

(ملفوظات جلد چہارم صـ ۲۸۸)

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

Earlisfield Properties
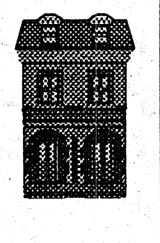
RENTING AGENTS
0181-877 0762
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ - محمود احمد ملک)

★★حضرت مصلح موعودؓ کے پرائیویٹ سیکرٹری محترم مولوی عبدالرحمان انور صاحب کا حضورؓ کی یادوں کے حوالہ سے متفرق واقعات پر مشتمل مضمون روزنامہ "الفضل" ۲۹ اکتوبر کی زینت ہے۔ مثلاً حضورؓ نے ایک بچے کو کسی ذاتی کام سے بھجوایا تو اس بچے نے محترم انور صاحب سے حضورؓ کے کام کا حوالہ دے کر سائیکل طلب کی جو دے دی گئی۔ اس بچے نے جب واپس آکر حضورؓ کی خدمت میں کام کی رپورٹ دی تو حضورؓ نے فرمایا کہ تم اتنی جلدی کیسے آگئے وہ جگہ تو کافی فاصلہ پر ہے۔ بچے نے سائیکل پر جانے کا ذکر کیا تو حضورؓ نے مضمون نگار کی جواب طلبی فرمائی اور فرمایا کہ ذاتی کام کے لئے سائیکل دینا درست نہ تھا۔ مضمون نگار حضرت مصلح موعودؓ کے غیر معمولی حافظہ کے واقعات بیان کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں کہ حضورؓ ہر رنگ میں احسان فرمایا کرتے تھے ایک موقع پر حضورؓ کو معلوم ہوا کہ پنڈت ملاوا مل صاحب کی دوکان اچھی نہیں چل رہی اور وہ امداد مانگنا بھی پسند نہیں کرتے چنانچہ حضورؓ نے ارشاد فرمایا کہ انکی دوکان سے عام استعمال کی تین چار سو روپے کی دوائیں رعایت مانگے بغیر خرید لیں۔ اسی طرح جب حضور ربوہ تشریف لائے تو ایک خانقاہ کے متولی نے آپکی خدمت میں عرض کیا کہ ان کے پاس ایک ہی اونٹ تھا جو مرگیا ہے، حضور للہ اور خرید دیں۔ چنانچہ حضورؓ کی ہدایت پر دفتر نے ۴۰۰ روپے میں انکی پسند کا اونٹ خرید دیا۔ مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ حضورؓ کی بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ ۱۹۳۹ء میں جوبلی کے موقع پر جماعت نے حضورؓ کی خدمت میں پونے تین لاکھ روپے کی رقم پیش کی کہ جیسے حضورؓ چاہیں اسے اپنے ذاتی مصرف میں لائیں۔ لیکن حضورؓ نے اس میں سے ایک پیسہ بھی اپنی ذات پر خرچ نہ کیا بلکہ اس سے تحریک جدید کے لئے اراضی خرید لی۔ اسی طرح حضورؓ کے ارشاد پر سفر پر جاتے ہوئے چھوٹے نوٹ اور ریزگاری ساتھ رکھی جاتی تاکہ غرباء میں تقسیم کی جاسکے۔

★★مکرمہ عزیزہ رضیہ بیگمؓ صاحبہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدینؓ صاحب کی صاحبزادی اور محترم مرزا گل محمد صاحب کی اہلیہ تھیں۔ صحابیہ تھیں۔ لجنہ کی ابتدائی چودہ ممبرات میں آپکا نمبر دسواں ہے۔ مدرسۃ الخواتین میں داخل ہو کر مولوی کا امتحان پاس کیا۔ مدرسہ کی مجلس تقاریر کی پہلی منتخب سیکرٹری تھیں۔ آپکے مضامین اکثر جماعتی رسائل اور اخبارات میں شائع ہوتے رہے۔ لجنہ کی نمائش کی سیکرٹری بھی رہیں اور گرلز سکول قادیان کے معائنہ کی سب کمیٹی کی ممبر بھی۔ جلسہ سالانہ ۳۲ء کے موقع پر تقریر کرنے کا موقع ملا۔ زیورات بیچ کر تحریک جدید کے قومی امانت فنڈ میں رقم جمع کروانے کی تحریک پر ۳۵ء میں آپؓ نے اپنے زیورات فروخت کر کے ۴۰۰ روپے جمع کروائے۔ لوائے احمدیت کی تیاری میں سوت کاتنے کی سعادت بھی آپکو حاصل ہوئی۔ ۴۴ء میں لجنہ کی پہلی سیکرٹری تعلیم مقرر ہوئیں اور کتب حضرت اقدسؑ کا امتحان لینے سلسلہ شروع کیا۔ ۷ دسمبر ۴۲ء کو لاہور میں وفات پائی۔ آپکا ذکر خیر روزنامہ "الفضل" ۲۹ اکتوبر میں شائع ہوا ہے۔

★★حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب عظیم داعی الی اللہ اور عالم باعمل تھے۔ جنگ عظیم دوم میں جب سرکاری پابندی لگائی گئی کہ کسی دعوت میں ۵۰ سے زائد افراد نہ بلائے جائیں تو ایک دعوت ولیمہ میں جاتے ہی آپ نے پوچھا کہ کتنے افراد مدعو ہیں اور یہ سن کر کہ ۱۵۰ افراد بلائے گئے ہیں آپ یہ کہہ کر کھانا کھائے بغیر واپس تشریف لے آئے کہ میں امیر جماعت ہوں اس لئے اس خلاف قانون دعوت میں شریک نہیں ہوسکتا۔ آپکی سیرت کے چند پہلو محترم بشیرالدین الہ دین صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۳۱ اکتوبر کی زینت ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہر اتوار کو حضرت سیٹھ صاحب کی قیام گاہ کے باہر غرباء اکٹھے ہوا کرتے جنکی ساری زندگی آپ باقاعدگی سے مدد کرتے رہے۔ تقسیم ملک کے بعد آپ کے کاروبار پر ۳ لاکھ روپے کا ٹیکس عائد ہوا تو آپکے دوستوں نے ٹیکس بچانے کے کئی طریقے آپکو بتائے لیکن آپ نے فرمایا کہ یہ تو جھوٹ ہے لوگ کہیں گے یہ دعوت الی اللہ کا ڈھنڈورا پیٹتا اور جھوٹ سے منع کرتا تھا لیکن روپیہ بچانے کی خاطر اس نے خود جھوٹ بولا۔ آخری عمر میں کاروبار فروخت کرنے پر آپکی آمدنی بہت قلیل ہوچکی تھی لیکن آپ باقاعدہ مرکز میں چندہ بھجواتے رہے۔ بہت حلیم الطبع تھے کئی بار آپ سے شدید دھوکا کیا گیا لیکن پھر بھی کسی سوالی کا سوال رد نہ کرتے۔

★★نامور احمدی ریسرچ سکالر محترم شیخ عبدالقادر صاحب کی وفات کی اطلاع "الفضل" ربوہ ۷ نومبر کے صفحہ اول پر شائع ہوئی ہے۔ آپکے متعدد تحقیقی مضامین مختلف رسالوں کی زینت بنتے رہے۔ عالمی کسر صلیب کانفرنس لندن کے موقعہ پر بھی آپکو اپنا مقالہ پیش کرنے کی توفیق ملی۔ پیشے کے اعتبار سے آپکا تعلق اکاؤنٹس سے تھا۔ بوقت وفات عمر ۷۷ سال تھی۔ آپکے کئی مقالہ جات کو فضل عمر فاؤنڈیشن نے انعام سے نوازا۔ صحائف قمران پر آپ نے خصوصی تحقیق کی۔

★★روزنامہ "الفضل" ۱۹ نومبر کی ایک خبر کے مطابق محترم مولانا محمد منور صاحب سابق مبلغ مشرقی و مغربی افریقہ ۱۸ نومبر کو وفات پاگئے۔ آپ مکرم چودھری غلام احمد صاحب کے ہاں ۱۳ جنوری ۱۹۲۲ء میں قتالپور (ضلع خانیوال) میں پیدا ہوئے۔ F.A. اور مولوی فاضل کرنے کے بعد ۱۹۴۲ء میں زندگی وقف کی اور ۴۸ء سے ۸۳ء تک تنزانیہ، کینیا اور نائیجیریا میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ عربی، فارسی، انگریزی، سواحیلی اور لوؤ (Lou) زبانوں کے ماہر تھے۔ جلسہ سالانہ ربوہ میں دو مرتبہ تقریر کرنے کا بھی موقعہ ملا۔ بطور نائب وکیل التبشیر بھی کام کیا۔ سواحیلی زبان میں ترجمہ قرآن کے سلسلہ میں آپ نے اور محترم امری عبیدی صاحب نے محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کی خصوصی معاونت کی۔ تنزانیہ سے نکلنے والے اخبار Mapenziya Mungo کے سالہا سال ایڈیٹر رہے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

★★اسی اخبار میں شائع ہونے والی ایک اور خبر کے مطابق محترم مبشر احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ ۱۳ نومبر کو راولپنڈی میں ایک اپریشن کے بعد وفات پاگئے۔ آپ مکرم چوہدری فضل احمد صاحب مرحوم (عثمان والا) کے فرزند تھے۔ اصلاح و ارشاد مقامی کے تحت دس سال تک کئی مقامات پر خدمات سرانجام دیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

بقیہ :- اے لوگو! تم پر بڑی عظمت والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے (عبدالماجد طاہر)

روزہ کیا ہے؟
روزہ کے معنی اور تعریف

ماہ رمضان کی عظمت اور اس کی اہمیت کے ذکر کے بعد اب ہم بتاتے ہیں کہ روزہ کیا ہے اور اس کے معانی کیا ہیں۔

روزہ اسلامی عبادات کا دوسرا اہم رکن ہے۔ یہ ایسی عبادت ہے جس میں نفس کی تہذیب، اس کی اصلاح اور قوت برداشت کی تربیت مدنظر ہوتی ہے۔

صوم (روزہ) کے لغوی معنی رکنے اور کوئی کام نہ کرنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں طلوع فجر (صبح صادق) سے لے کر غروب آفتاب تک عبادت کی نیت سے کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنے کا نام صوم یا روزہ ہے۔

روزہ کی تکمیل کے لئے یہ تین بنیادی شرائط ہیں لیکن خدا کی خاطر اور اس کی رضا کے حصول کے لئے کھانے پینے اور جنسی خواہش سے رکنے کا حکم ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کے لئے بطور علامت ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجة فی ان یدع طعامہ و شرابہ"۔ (بخاری کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم)

یعنی "جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے ☆ اسی طرح ایک موقع پر فرمایا:

"روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ ہر قسم کی بیہودہ باتیں کرنے اور فحش بکنے سے رکنے کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔ پس اے روزہ دار اگر کوئی شخص تجھے گالی دے یا غصہ دلائے تو تو اسے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں" (بخاری کتاب الصوم، باب ھل یقول انی صائم اذا شتم)

☆ جو شخص روزہ دار ہونے کے باوجود گالی گلوچ کرتا ہے تو اس کا روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنا ہے جس سے اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

پس اگر کوئی شخص ان امور اور آداب کا لحاظ نہیں رکھ سکتا جو روزہ کے لئے ضروری ہیں تو اس کے محض بھوکے پیاسے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ روزہ بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں۔ بلکہ یہ تو ایک عبادت ہے جو مقررہ شرائط سے ادا ہوتی ہے۔ کئی بدقسمت ان آداب صوم کا لحاظ نہ رکھ کر اس عبادت کے اعلیٰ ثواب سے محروم ہو جاتے ہیں۔

☆ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کئی روزہ دار ہیں جن کو ان کے روزہ سے سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی رات کو اٹھ کر عبادت کرنے والے ہیں مگر ان کو سوائے بیداری اور بے خوابی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا"۔ (ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب ماجاء فی الغیبة والرفث للصائم)

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"روزہ دار کو خیال رکھنا چاہئے کہ روزے سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رہے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہئے"۔

(تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء صـ ۲۰، ۲۱)

تقریب آمین

ہفتہ ۹ دسمبر ۱۹۹۵ء کو بچوں کے ساتھ "ملاقات" پروگرام میں عزیزہ صباحت عنبر مرزا بنت مکرم مرزا عبدالرشید صاحب (آف ہنسلو) کی تقریب آمین ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بچی سے قرآن مجید سنا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ بچی کو نور قرآن سے منور فرمائے۔

واقفین نو میں سے بہت گہرے محققین بھی تیار کئے جائیں۔

"ان سب پہلوؤں کے پیش نظر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب واقفین نو جو یورپ اور امریکہ میں رہتے ہیں ان کی ایک بڑی کھیپ تیار کی جائے۔ ان میں سے کچھ EGYPTOLOGIST بنیں کچھ دیگر جو آثار قدیمہ کے ماہرین مختلف دنیا میں کام کر رہے ہیں ان کے علوم سیکھیں۔ بڑے بڑے ماہرین کے ساتھ ان کی شاگردی بھی اختیار کریں۔ وہ زبانیں سیکھیں جن کی ضرورت ہے اور اگلے تیس چالیس سال کے عرصے کے اندر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت گہرے احمدی محققین پیدا ہو جائیں جو خدمت اسلام اور خدمت قرآن کے نظریہ کے ساتھ اپنی تحقیق کو آگے بڑھائیں۔" (درس القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۲ فروری (۲۱ رمضان المبارک) ۱۹۹۵ء) (مرسلہ وکالت وقف نو)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

Kenssy
Fried Chicken

TELEPHONE 0181-539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

مکتوب آسٹریلیا — دلچسپ خبریں

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

شادی اب بھی مستحکم معاشرہ قائم کرنے کے لئے کنجی کی حیثیت رکھتی ہے۔

بوسٹن یونیورسٹی کی پروفیسر Brigitte Berger جو مشہور ماہر عمرانیات (Sociologist) ہیں، نے سڈنی میں اپنی تقریر میں شادی کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آج بالعموم میاں بیوی اور بچوں کے روائتی خاندان کو نفرت اور مذمت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے لیکن یہی وہ طاقت تھی جس کے نتیجہ میں مغرب کا جمہوری اور خوش حال معاشرہ وجود میں آیا تھا اور دونوں کی قسمت باہم نہ کھل سکنے کے انداز میں بندھی ہوئی ہے۔ مستقبل کے جو تیکنیکی مسائل ہیں ان کو حل کرنے کے لئے نفسیاتی طور پر مطمئن فعال۔ متحرک اچھے تعلیم یافتہ اور اخلاقی لحاظ سے ذمہ دار افراد کی ضرورت ہے اور ایسے بچے شادی شدہ مطمئن گھرانوں ہی کی پیداوار ہوسکتے ہیں۔

تیس سال قبل خاندان کی مرکزیت کے خلاف جنگ شروع کی گئی تھی اس کے نتیجہ میں مغربی حکومتیں مجبور ہوگئیں کہ غیرشادی شدہ گھرانوں کو بھی برابری کا درجہ دے دیا جائے۔ اس سے خاندان کی ایسی شکل ابھری جس نے غیرقانونیت، جرائم، ڈرگ کا استعمال، عنفوان شباب کے حمل، غیرشادی شدہ ماؤں اور غیرذمہ دار مفت خوروں کے سیلاب کو بے قابو کردیا ہے۔ مغربی حکومتوں نے ایسے افراد کو بجائے سوسائٹی میں مدغم کرنے کے ایسی پالیسیاں وضع کیں جس سے یہ لوگ سوسائٹی پر بوجھ بنتے چلے گئے اور خطرہ ہے کہ آج کی سوسائٹی کا یہ زیریں طبقہ (Under Class) مغربی معاشرہ کا ایک مستقل حصہ نہ بن جائے۔ ان خطرات کو اب مغرب میں محسوس کیا جارہا ہے اور امریکہ اور برطانیہ میں شادی اور روائتی خاندان کی افادیت پھر سے تسلیم کی جانے لگی ہے لیکن اس کے آثار مجھے آسٹریلیا میں ابھی نظر نہیں آتے۔ آسٹریلیا والوں کو بھی سوچنا چاہیئے۔ غیرشادی شدہ گھرانوں کی جتنی بھی صورتیں ہیں وہ افراد کے لئے اچھی ہوں تو ہوں لیکن قوم کے لئے اچھی نہیں ہیں۔

روایتی مرکزی خاندان آج بھی بچے کے لئے سکول میں کامیابی کی بہترین ضمانت ہے۔ شادی کا عہد اور ذمہ داری ہی ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے متوسط خاندانوں کے بچوں میں عزم، استقلال، ذمہ واریت، امانت و دیانت، فعالیت اور خوداعتمادی کے اوصاف پیدا کئے جاسکتے ہیں جو کسی بھی قوم کی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔

باتیں تو پروفیسر صاحبہ نے بہت اچھی کی ہیں، مغربی معاشرہ میں ان کو بار بار دھرانے کی ضرورت ہے۔

سسلی کے مجسمہ مریم کے آنسوؤں کا راز

ہمیشہ سے انسانوں کا ایک طبقہ توہم پرستی کا شکار رہا ہے۔ سیاسی و سماجی افراتفری کے دور میں توہم پرستی خصوصاً زور پکڑ جاتی ہے۔ سابق یوگوسلاویہ اور روسی ریاستوں کے جنگ و جدل کے دور میں یورپ خصوصاً اس کا تجربہ کر رہا ہے۔ لوگوں کو میڈونا کے مجسموں کی آنکھوں میں آنسو نظر آتے ہیں۔ چرچ اس طرح کی روایات کو ہمیشہ شک کی نظر سے دیکھتا رہا ہے سوائے ایک رونے والی میڈونا کے جس کو چرچ نے ۱۹۵۳ء میں سرکاری طور پر تسلیم کرلیا کہ اس کی آنکھوں سے واقعی آنسو ٹپکتے ہیں۔ یہ میڈونا حضرت مریم کا پلاسٹر کا مجسمہ ہے جو سسلی کے مشرقی ساحل پر واقع شہر SIRACUSA میں بنا ہوا ہے۔

اب ایک کیمسٹ نے اس مجسمہ کے آنسوؤں کا راز بھی فاش کردیا ہے اس کا ذکر برطانیہ کے رسالہ "کیمسٹری" میں کیا گیا ہے۔ کیمسٹ نے ہوبہو اس رونے والے مجسمہ کی طرح کا ایک مجسمہ بنایا جو بغیر کسی میکانکی کل یا الیکٹرانک آلات کے آنکھوں سے آنسو بہاتا ہے وہ کافی عرصہ لوگوں کو بے وقوف بناتا رہا۔ اب اس نے اس راز سے پردہ اٹھادیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ مجسمہ پلاسٹر کا بنا ہوا ہے جس کی اندرونی سطح مسام دار (POROUS) ہے اور باہر کی چکنی روغن دار (GLAZED) ہے۔ اندر کی سطح پانی جذب کرلیتی ہے اور باہر کی نمی کو خارج ہونے سے روکتی ہے۔ اس کے سر میں ایک خفیہ مقام ہے جہاں سے اندر سے خالی مجسمہ میں پانی ڈالا جاتا ہے اور اس کی آنکھوں پر سے روغن ایسے طریق سے کھرچا ہوا ہے کہ محسوس نہیں ہوتا۔ اندر کی سطح کا جذب شدہ پانی باہر شبنم کے قطرات کی طرح آنکھوں سے ٹپکتا دکھائی دیتا ہے۔ اس طرح Dr. Garlaschelli نے آنسو ٹپکانے والی مریم کے مجسمہ کا طلسم توڑ دیا اور اس کے دنیا کے دکھوں پر ٹپکنے والے آنسو جھوٹے نکلے جبکہ ۴۲ سال سے چرچ ان آنسوؤں کو حقیقی تسلیم کرتا رہا ہے۔

بھلا پتھر کی مورتیاں بھی کسی کے دکھوں پر آنسو ٹپکایا کرتی ہیں؟

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیراز جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینیجر)

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
5th January 1996 - 18th January 1996

Friday 5th January

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith
12.00	M.T.A Variety: "Unknown Sahabis", Khan Sahib and Abdul Ghaffar Sahib, by Bashir Ahmad Rafiq Sahib
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 58, Part 1
1.00	MTA News
1.30	Friday Sermon, Live
2.40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4.55	Tomorrow's Programmes.

Saturday 6th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: Question Answer Session, Huzoor meets Russian Friends
1.30	MTA News
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.(English)
3.05	M.T.A Variety: Press Shau (German)
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah and Tomorrow's Programmes.

Sunday 7th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: A Letter from London
12.30	Eurofile: Question Answer Session, with Russian Friends
1.00	MTA News
1.30	Children's Corner - Lets learn Salat No. 17
2.00	Mulaqat: Huzoor meets English speaking friends.
3.05	M.T.A Variety: " A walk through Frankfurt", (German).
3.38	M.T.A Variety: "Frankfurt Bode fare 1995
3.55	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes.

Monday 8th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	M.T.A Variety: Dilbar mera yehi hay
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 58, Part 2
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe: An interview with Mrs. A. Hakeem
2.00	Natural Cure- Homeopathy lesson No. 138
3.05	M.T.A Variety: Quiz programme from Lahore..
3.35	Children's Corner: Hikayat-e-Sheereen
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah and Tomorrow's Programmes

Tuesday 9th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Seerat-ul-Nabi (s.a.w)
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 59 Part 1
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe: Opinions about Jalsa Salana 1995, by Maulana Abdus Salaam Tahir.
2.00	"Natural Cure": Homeopathy Lesson 139.
3.05	M.T.A. Variety: "Tech-Talk".
3.35	P.E. from Rabwah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah Tomorrow's Programmes.

Wednesday 10th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Hadith
12.00	M.T.A Variety: Exhibition , by Nasirat ul Ahmadiyya.
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 59 Part 2
1.00	MTA News
1.30	Around the globe: "Khilafat Library"
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran 117.
3.05	M.T.A Variety: Seerat Hadhrat Masih e Maud (a.s.w).
3.35	Children's Corner: Yassarnal Quran No. 19
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes.

Thursday 11th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 60 Part 1
1.00	M.T.A News
1.30	M.T.A. Sports: Basketball from Rabwah.
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 118.
3.05	M.T.A Variety: Quiz programme, Nasirat ul Ahmadiyya, Pakistan.
3.30	"Children Corner": Yassarnal Quran No. 20
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Friday 12th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith
12.00	M.T.A Variety: Hamari Kaenat, part 5
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 60, Part 2
1.00	MTA News
1.30	Friday Sermon, Live
2.40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4.55	Tomorrow's Programmes.

Saturday 13th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: Question Answer Session, with Nasirat ul Ahmadiyya.
1.30	MTA News
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.(English)
3.05	M.T.A Variety: Press Shau (German)
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4.55	Tomorrow's Programmes.

Sunday 14th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: A Letter from London
12.30	Eurofile: Question Answer Session, with Nasirat ul Ahmadiyya.
1.00	MTA News
1.30	Children's Corner - Lets learn Salat No. 18
2.00	Mulaqat: Huzoor meets English speaking friends.
3.05	M.T.A Variety: "A walk through Rabwah", (German).
3.55	LIQAA MA'AL ARAB
4.55	Tomorrow's Programmes.

Monday 15th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	M.T.A Variety: Dilbar mera yehi hay
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 63, Part 1
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe: An interview of Mrs Durees Sameen Tahir, by Amatur Rasheed.
2.00	Natural Cure- Homeopathy lesson No. 140
3.05	M.T.A Variety: Tahrik-e-Jadid Ka Pasmanzil aur Aghaz.
3.35	Children's Corner: Hikayat-e-Sheereen
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah and Tomorrow's Programmes

Tuesday 16th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Seerat-ul-Nabi (s.a.w)
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 63 Part 2
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe: Qadian Ke Maqamat
2.00	"Natural Cure": Homeopathy Lesson 141
3.05	M.T.A. Variety: "Tech talk".
3.35	P.E. from Rabwah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah Tomorrow's Programmes.

Wednesday 17th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Hadith
12.00	M.T.A Variety: Durres Sameen
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 64 Part 1
1.00	MTA News
1.30	M.T.A Lifestyle. Sewing Class, Perahan
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran 119.
3.05	M.T.A Variety: Speech by Muzaffar Ahmad Sahib, Jalsa Salana Okara, Pakistan
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes.

Thursday 18th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	Medical Matters: "Malaria", by Dr. Latif Quraishi
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 64 Part 2
1.00	M.T.A News
1.30	M.T.A. Sports
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 120.
3.05	M.T.A Variety: Quiz programme.
3.30	"Children Corner": Yassarnal Quran No. 21
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4.55	Tomorrow's Programmes

Programmes or their timings may change without prior notice. We welcome viewers' comments about the quality of translation of the programmes. "Learning languages with Huzoor".

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)

ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095

Vol. 3 Friday, January 5, 1996 No. 1

سپین میں

★ کیتھولک مذہب بڑی سرعت سے ختم ہو رہا ہے۔

★ راہبات کا قحط

(ہدایت زمانی۔ لندن)

سنڈے ٹائمز کی ایک حالیہ اشاعت میں شائع ہونے والی کرسچین لیمب (CHRISTIAN LAMB) کی رپورٹ کے مطابق سپین میں راہبات کا قحط پڑگیا ہے اور ملک بھر کی عیسائی خانقاہوں (CONVENTS) میں راہبات کی کمی کو محسوس کیا جارہا ہے۔ اس خلا کو پر کرنے کے لئے جنوبی ہندوستان کے دیہات سے نوجوان لڑکیاں بھرتی کی جارہی ہیں جن کو سپین آنے جانے کا خرچ مہیا کیا جارہا ہے نیز ان کے خاندانوں کو بھی معاوضے میں نقدی پیش کی جارہی ہے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ایک اندازے کے مطابق گذشتہ چھ ماہ میں ایسی ۹۰ لڑکیاں سپین کی عیسائی خانقاہوں سے منسلک ہوچکی ہیں۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس وقت سپین میں راہبات کی کل تعداد کا ۱۰٪ ہندوستان سے تعلق رکھتا ہے۔

فادر AUGUSTIN IGLESIAS نے (جو کانفر (CONFER) میں ایک ایسی تنظیم کے ڈائرکٹر آف ایجوکیشن ہیں جس کے ذمہ تمام مذہبی اداروں کی دیکھ بھال ہے) ایک بیان میں کہا ہے کہ یہ عیسائی خانقاہیں ان نوجوان راہبات کو حاصل کرنے کے لئے اتنی بےچین ہیں کہ ایسی لڑکیوں کو بھی لینے پر رضامند ہیں جو مذہبی وجوہات کی بنا پر سپین آنے کی خواہشمند نہیں۔

اس صورت حال پر کیتھولک مذہب کی اعلیٰ لیڈرشپ بالکل مطمئن نہیں بلکہ سپین میں پوپ کے نمائندے نے ملک کے تمام بشپ صاحبان کو ایک سخت خط لکھا ہے اور کہا ہے کہ اس رسم کو فوری طور پر بند کرنا چاہئے اور ایسی لڑکیوں کو واپس ان کے گھروں میں بھجوا دینا چاہئے۔

ان راہبات کو بھرتی کرنے کا کام ایک ۶۵ سالہ تاجر GONZALEZ BLANCO کے سپرد ہے جو سپین کی MONASTIC ASSOCIATION کا بانی ہے اور یہ تنظیم چرچ کے دائرہ انتظام سے آزاد تنظیم ہے۔ بلانکو نے ایک بیان میں کہا ہے کہ میں نے بہت سی عیسائی خانقاہوں کو بند ہوتے اور عیسائی راہبات کو روتے دیکھا ہے۔ یہ بڑے ہی دکھ کی بات ہے کہ پندرھویں اور سولھویں صدی میں قائم ہونے والی یہ خانقاہیں صرف اس وجہ سے بند ہورہی ہیں کہ ان میں راہبات نہیں رہیں۔ اس نے بتایا کہ اس وقت سپین کی ۸۱۷ عیسائی خانقاہوں میں صرف ۶۷۰۰ راہبات موجود ہیں مگر ان میں سے ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن کی عمریں ۶۵ تا ۹۰ سال ہیں اور وہ عنقریب اس دار فانی سے کوچ کرنے والی ہیں۔ اس نے کہا کہ آج سے پچاس سال قبل سپین میں نوجوان راہبات کی بہت بڑی تعداد موجود تھی مگر اس وقت چرچ کے پاس سرمائے کی کمی تھی مگر آج معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ نوجوان راہبات اکثر غریب ممالک میں ہیں مثلاً ہندوستان میں لیکن اگر چرچ عالمی حیثیت رکھتا ہے تو پھر اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہئے کہ راہبات کہاں سے آتی ہیں۔

بلانکو کو ہر لڑکی کے بدلے میں جسے وہ سپین راہبہ بننے کے لئے بھیجتا ہے ۱۴۰ پاؤنڈ بطور کمیشن ملتے ہیں اس کا کہنا ہے کہ یہ رقم لڑکی کو بھجوانے وغیرہ کے انتظامات میں لگ جاتی ہے۔ اس وقت اس کے پاس ۲۴۷ لڑکیاں سپلائی کرنے کی درخواستیں موجود ہیں مگر اس کے خیال کے مطابق سپین میں ہر سال ۲۵۰۰ نئی راہبات کی گنجائش موجود ہے۔ اس نے کہا کہ ایسی لڑکیوں کی عمریں ۱۸ تا ۲۵ سال ہونی چاہئیں، مذہبی زندگی گزارنے کی طرف میلان ہونا چاہئے اور بپتسمہ اور تصدیقی سرٹیفکیٹ ہونے چاہئیں۔ اس نے بتایا کہ وہ پاسپورٹ وغیرہ کا انتظام کرتا ہے مگر ساتھ ہی ان پر یہ بات واضح کر دیتا ہے کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ اس پاسپورٹ کے ساتھ انہیں سپین میں مستقل رہنے کی اجازت مل گئی ہے۔

لڑکیوں کو اس کام میں ترغیب دینے کے لئے اس نے سپین کی عیسائی خانقاہوں کی فلمیں بنا رکھی ہیں جنہیں وہ مدراس، کیرالہ، گوا اور کلکتہ کے گرجا گھروں میں بھجواتا ہے اور ساتھ ہی انہیں ہر صحتمند لڑکی کے بدلے ۷ ہزار روپے کی پیش کش کی جاتی ہے۔

خاندانوں سے دور ایک دفعہ جب یہ لڑکیاں خانقاہوں میں داخل ہوجاتی ہیں اور بیرونی دنیا سے ان کا رابطہ بالکل منقطع ہو جاتا ہے تو یہ اس ماحول میں خود کو آسانی سے ہم آہنگ نہیں کر پاتیں۔ بلانکو کہتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد وہ کسی نہ کسی طرح ماحول سے مانوس ہو جاتی ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ ان کو تجویز دیتا ہے کہ وہ اپنی بہنوں اور دوسری رشتہ دار عورتوں کو بھی راہبہ بننے کی ترغیب دیں۔

فادر JOSE MARIA MESSA جو CLAUNE INSITITUTE کے ڈائریکٹر ہیں اور جن کے ذمہ کیتھولک اداروں کی اقتصادی بہبود کے معاملات ہیں کہتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ ہم ایک مسئلہ سے دوچار ہیں مگر ہم اس معاملہ میں بےبس ہیں۔ ہم خانقاہوں کے اندرونی معاملات میں دخل نہیں دیتے۔ خانقاہیں اس معاملہ میں پوری طرح آزاد ہیں اگر وہ غیر ملکیوں کو بھرتی کرنا چاہیں تو یہ انکا معاملہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اصل مسئلہ سپین میں پیدائش کی شرح کا گر جانا ہے جس کی وجہ سے ملک کی مذہبی ضروریات کے لئے "خام مال" میں زبردست کمی واقع ہوگئی ہے۔ ماضی میں دستور یہ تھا کہ اکثر گھرانوں میں چار تا چھ بچے ہوتے تھے جس میں سے وہ کم سے کم ایک کو مذہبی اغراض کے لئے وقف کر دیتے تھے مگر اب سپین میں شرح پیدائش تمام یورپ سے کم ہے اس طرح ایک خاندان کے لئے اپنے اکلوتے بچے کو اس کام کے لئے بھجوانا بہت مشکل ہے۔

اس رپورٹ کے مطابق سپین میں کیتھولک مذہب بڑی سرعت سے ختم ہورہا ہے۔ SANTA MARIA فاؤنڈیشن کے ایک سروے کے مطابق آج سپین کے باشندوں میں سے چار میں سے ایک سے بھی کم چرچ جاتے ہیں جبکہ ۱۹۷۰ء میں ۵۳٪ لوگ باقاعدہ چرچ جاتے تھے۔

فادر AUGUSTIN IGLESIAS کی رائے میں سپین میں مذہب سے عدم دلچسپی ان سیاسی اور معاشی تبدیلیوں کی وجہ سے ہے جو گذشتہ ۲۰ سالوں میں یعنی جنرل فرانکو کی وفات کے بعد ملک میں جڑ پکڑتی گئیں۔ سپین کے لوگ اب ہر بات کو پرکھنے کے عادی ہیں کیونکہ اب ان کے پاس متبادل راستے موجود ہیں۔ وہ یہ سوچتے ہیں کہ اب تو شادی میں بھی زندگی بھر ساتھ رہنے کا تصور باقی نہیں رہا تو پھر عبادت کے لئے ساری زندگی کیوں وقف کی جائے خاص طور پر جبکہ ایک راہب، راہبہ یا پادری کی وہ حیثیت نہیں رہی جو پہلے ہوا کرتی تھی۔

قادیان دارالامان میں ۱۰۴۔ جلسہ سالانہ کا نہایت کامیاب و بابرکت انعقاد

۲۰ سے زائد ممالک سے چھ ہزار سے زائد زائرین کی جلسہ میں شرکت۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ کے پہلے روز اور اختتامی اجلاس سے ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ براہ راست خطابات

لندن (۲۸ دسمبر) جماعت احمدیہ بھارت کا ۱۰۴۔ جلسہ سالانہ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ دسمبر کو اپنی تمام عظیم الشان روایات کے ساتھ قادیان دارالامان میں بخیر و خوبی منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں ہندوستان کی دوردراز کی جماعتوں سے آنے والے مہمانوں کے علاوہ دنیا کے ۲۰ سے زائد ممالک کے کل چھ ہزار سے زائد مہمانوں نے شمولیت کی۔ جلسہ کے پہلے اور آخری روز لندن سے سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایم۔ٹی۔اے کے مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ براہ راست حاضرین جلسہ سے خطاب فرمایا۔ آپ کے خطابات مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست دیکھے اور سنے گئے۔ اس موقعہ پر محمود ہال لندن میں کافی تعداد میں حاضرین جمع ہوئے۔

۲۶ دسمبر کو لندن کے وقت کے مطابق صبح دس بجے سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری پر اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظموں کے بعد حضور ایدہ اللہ نے خطاب کا آغاز فرمایا۔ آپ نے قرآن مجید کی بعض آیات کے حوالہ سے بتایا کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے احکام سے نافرمانی اور بغاوت کا سلوک کرتے ہیں اس کا وبال خود انہیں پر پڑتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی نقصان نہیں کرسکتے۔

حضور ایدہ اللہ نے دنیا کی عمومی ابتری کا نقشہ کھینچنے کے بعد خصوصیت سے ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش پر مشتمل خطہ ارض کی بدحالی کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ بدقسمتی سے ہندوستان اور پاکستان دونوں ممالک ایک دوسرے کے خلاف اشتعال انگیزیوں کے نتیجہ میں جنگ کے حالات پیدا کرکے اپنے بجٹ کا معتدبہ حصہ دفاعی یا جنگی اخراجات میں صرف کر رہے ہیں جبکہ ان ممالک کے غریب بھوک کی آگ میں جل رہے ہیں اور قوم کے رہنماؤں میں اتنی ہمت اور شعور نہیں کہ وہ حالات کا رخ بدل سکیں۔ حضور ایدہ اللہ نے ان ممالک میں اقتصادی بدحالی اور مذہبی و دیگر فسادات کا ذکر کرتے ہوئے قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کی روشنی میں خصوصیت سے نصیحت فرمائی کہ حکام اپنے عوام کی فکر کریں اور انہیں غربت و افلاس سے نجات دینے کے لئے اقدام کریں بجائے اس کے کہ جنگ اور فساد کی باتیں کی جائیں اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو بڑی خوفناک ہلاکتیں منہ کھولے کھڑی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت جو ہر طرف نفرت کا سیلاب اٹھ رہا ہے اس کی وجہ قیادت کی خرابی ہے۔ قیادت چاہے سیاسی ہو یا مذہبی وہ انسانوں کو جہنم کی آگ کی طرف لے جارہی ہے۔ حضور نے گیتا اور

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 01274 724331 / 488 446
FAX: 01274-730 121

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد